

بِإِذْنِ اللَّهِ وَكَفَّةِ الْإِيمَانِ

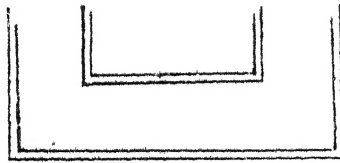
بِإِذْنِ اللَّهِ وَكَفَّةِ الْإِيمَانِ



بِإِذْنِ اللَّهِ وَكَفَّةِ الْإِيمَانِ

مطبع دار الفکر
دری تطاول کا بیوہ مطبع

1087
p. 1087



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلیٰ العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ النبی الکریم اما بعد یہ رسالہ
 حصہ دوم ہے کتاب تقویم السعادت سے پہلے بیان متعلق رکن صلوٰۃ کے چونکہ
 شرط عظم اور موقوف علیہ اتم واسطے ادا سے صلوٰۃ کے امر طہارت تھا
 لہذا شروع حصہ دوم بیان طہارت سے کیا گیا مگر نکتہ یہ کہ طہارت جزاء عظم
 اور مقصد اتم ہے واسطے ایمان و اسلام و صلاح و تقویٰ کے اور کئی نکتہ واسطے
 کشائش ابواب خیر و سعادت کے قال علیہ السلام الطہور شرط الایمان ^{الطہور} مفتاح الجنۃ
 و مفتاح الصلوٰۃ بھی مع و توصیف طہارت میں آیا ہے اور قرآن شریف میں
 توصیف طہارت کو خداوند عالم نے یوں ارشاد فرمایا ہے ان الذین یؤتوین
 و یحبون ^{الطہور} المستطہرین حبیطح توبہ موجب پاک کرنے باطن انسان کے ہوتی ہے
 خباثت و نجاست باطنی سے اسطرح طہارت ظاہر موجب پاک کرنے بدن ظاہر
 انسان کی ہے خباثت و نجاست ظاہر سے اسطرح اس آیت کریمہ میں عطف

متطہرین کا اوپر تواہین کے آیا اور تواہین و متطہرین کو ساتھ ایک ہی صفت خاص کے مدوح اور مخصوص فرمایا یہ توجیہ مناسب عطف مذکور کے بتقدیر معنی ظاہر طہارت کے کی گئی ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ لفظ متطہرین سے یہاں صرف ارہاب طہارت ظاہر مراد نہیں ہیں بلکہ اصل مراد متطہرین سے وہ لوگ ہیں جو کہ طہارت حقیقی کامل حاصل کرتے ہیں یعنی طہارت جامع واسطے پاکی اور صفائی ظاہر باطن دونوں کے پس پاکی جسم و جامہ نجاسات ظاہری سے طہارت ظاہر و باطن اور پاکی دل ساتھ توبہ اور پشیمانی کے اور اجتناب صفات و اخلاق ناپسندیدہ کی طہارت باطن ہے اور اس صورت میں مناسبت معنی تواہین اور متطہرین کی بالبدیہ ظاہر و باطن پر احتیاج کسی تاویل و توجیہ کی نہیں رکھتی واضح ہو کہ طہارت سے بہت سے فوائد اور منافع بندہ مومن کو حاصل ہوتے ہیں اول پاک بننا جو خیر اور نجاستوں ظاہری سے کافی قولہ تعالیٰ لیطہرکم دوم اتمام نعمت کافی قولہ تعالیٰ ولینعمت علیکم صاحب درمختار نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص وضو ہمیشگی کرے گا یعنی ہر وقت طہارے گا مرگیا وہ شخص شہید پس اتمام نعمت الہی سے مراد شہید مرنے پر بیش بہہ توجیہ صاحب درمختار کی بیان معنی اتمام نعمت کے واسطے نہایت وجیہ ہے لیکن اس خاکسار ذرہ بمقدار کی سمجھ میں آجگہ یہ بات آئی ہے کہ معنی اتمام نعمت کے خود قرآن ہی میں مذکور ہیں کہ واسطے کہ ہر گاہ بیان صفت طہارت میں بحیب التواہین و بحیب المتطہرین فرمایا تو بہت بڑا نتیجہ طہارت کا محبت و خوشنودی خدا تعالیٰ پس اس سے بڑھ کر کوئی نامرتبہ اتمام نعمت کا ہو گا اس واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا یسجد الا لوجهہ و لا یسجد الا لوجهہ

اصل طالب محبت در خدا ہی خدا و اہل ایمان کے اور کون ہی علاوہ اسکے نہیں
وہ ہجر کہ پاک ہو قلب اور کالوٹ کفر و شرک وغیرہ نجاسات باطنی سے پس عمل
طہارت اصل کار ایمان پر ہرگز کار کا ٹھہرا اور جو کہ نہیں ہی نہیں ہجر اور خود باطن کا
شرک و کفر کی نجاستوں سے بھرا ہوا ہجر اور کلو طہارت سے کیا نسبت فائدہ ہوسکتا
یہ کہ طہارت صرف کنجی ہی ہوسکتے عبادت کے نہیں ہجر بلکہ خود بھی فی نفسہ عبادت ہے
فائدہ چہاں یہ کہ جس طرح پاک صاف کرنے والی ہجر طہارت انسان کو خست و
نجاست ظاہری سے اس طرح پاک کرنے والی ہجر اعضا اور جوارح کو کلوٹ جہائم
بسبب اتباع حکم شریعت کے اور پاک کرنے والی ہجر قلب کو آلائش شرک و
کفر سے اور پاک کرنے والی ہجر سر کو حجابوں سے جو کہ درمیان انسان اور
حضرت ملک شان کے واقع ہوتے ہیں قسم خیالات فاسدہ سے لیکن جاننا
چاہیے کہ طہارت دو قسم ہے ہجر ملک طہارت رسمی عام دوسری طہارت شرعی
خاص طہارت رسمی جس طرح دور کرنا کلوٹ اور بدبو سے بول و غلط کا یا چکر
و بدبو بدن کا جسکے استعمال اور التزام میں تمام افراد اکثر افراد و نوع بشر کے
اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں اور موافق رسم و دستور ملک و قوم اپنے
کے کسی طور خاص پر بجالاتے ہیں اس مقام پر اصل غرض ہماری طہارت
رسمی عام کے بیان سے نہیں ہجر بلکہ قسم خاص طہارت شرعی کا بیان مقصود
ہجر اور جو فضائل خاص کہ واسطے عمل طہارت کے ثابت کیے گئے وہ سب
فضائل بھی مخصوص ساتھ طہارت خاصہ شرعی ہی کے ہیں پس کشتہ اور
اشتر تمام احکام طہارت شرعی سے کیا ہجو بیان اور سکا یہ کہ وضو شستن ہجر

وصارۃ سے جو کہ بٹنے خوبی و پاکیزگی کے ہر کما صاحب صراح
 الوضو پختہ آبدست و آبدست کردن غرض اصطلاح شرع میں وضو عبارت
 ہر وہو نے بعض اعضا یعنی چہرہ و دست و پا سے ساتھ مسح سر کے بقولہ تعالیٰ
 یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الى الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الى المرافق
 واسباحہ ووسم وارجلکم الى الکعبین احرایان والوجہ او ٹھوٹھ واسطے نماز
 کے لینے قصد اداے نماز کو تو دھو لو اپنے منہ اور ہاتھ گھنڈوں تک
 اور مسح کر دے اور دھو پاؤں کو ٹخنوں تک گویہ آیت مدنی ہر لیکن عمل
 وضو کا نماز کے ساتھ مکہ معظمہ میں فرض ہوا تھا کیونکہ جبریل علیہ السلام نے
 مکہ معظمہ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا رب العزت طریقہ نماز او
 وضو کا تعلیم فرمایا تھا **فائدہ** اللہ پاک نے اس آیت میں صرف منہ اور
 ہاتھ اور پاؤں دھونے اور سر کے مسح کرنے کے واسطے حکم فرمایا سبب
 تخصیص ان اعضا کا واسطے حکم شست و شو کے یہ ہر کہ یہ اعضا آلات او
 واسطہ ہوتے ہیں اداے عبادت صلوۃ کے لیے کس واسطے کہ چہرے
 سے توجہ طرف قبلہ حقیقی اور مبداً اصلی اپنے کے کرنا اور ہاتھوں کو کالوں
 تک لیجانا اور پیر نیچے کی طرف چھو کر دست بستہ ہو جانا اور رکوع و سجود
 بھی باستقامت سر و دست بجالانا اور دونوں پاؤں پر واسطے اداے نماز
 کے قیام و قعود کرنا اور سر و پیشانی کو جھکا کر اداے رکوع و سجود کرنا یہی فعل
 ہیں جنکی ترکیب اور ترتیب سے صورت نماز قائم ہوتی ہے پس طائر الوطیف
 کرنا ان چاروں آلات اداے صلوۃ کا ضروری ہوا علاوہ اسکے ایک اور

بہت بڑی وجہ واسطے حکم غسل وجہ کے یہ ہے کہ وارد ہوا ہے حدیث شریف
 میں عبد اللہ کاتب تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراک یعنی عبادت کے
 وقت نہاب اقدس الہی کی طرف اس طرح پر متوجہ ہونا چاہیے کہ گویا تو دیکھتا ہے
 اپنے معبود اور مالک حقیقی کو پس اگر تو نہیں دیکھتا ہے اس کو تو وہ تو تجھ کو
 ضرور ہی دیکھتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہنگام عبادت گویا وقت خاص ہوا
 اور مشافہہ کا ہے ساتھ مالک حقیقی اپنے کے اس واسطے طاہر و لطیف کرنا
 اس چہرے کا جو کہ مورد نظر خاص خداوند حاکم حقیقی اس وقت ہوتا ہے
 واجب و لازم پھر اتنی جس چہرے کو دنیا کی طرف ہر وقت متوجہ رکھتا ہے
 حیووت اس کو مالک حقیقی کی طرف متوجہ کرے تو لازم ہے کہ بنیت تو بہ و
 استغفار جمیع مکروہات و خطرات باطل سے شستہ اور پاک کر کے متوجہ کیے
 پس اصل مقصود وضو میں پاک و لطیف کرنا چہرے کا ہے واسطے متوجہ ہوتے
 طرف معبود حقیقی کے اور بھی پاک و لطیف کرنا سر کا ہے واسطے اوپر سجدہ
 خداوند حقیقی کے ربا دھونا ہاتھوں اور پاؤں کا اسکے واسطے سوا وجہ نہ کو
 بالا کے ایک وجہ وجہ یہ بھی ہے کہ ہاتھ پاؤں بسبب مصروفیت انواع کاروبار
 اور اشتغال اقسام مشاغل کے اکثر ملوث اور آلودہ رہا کرتے ہیں پس ہونا
 انکا نہایت ضروری پھر لیکن وجہ اس بات کی بھی معلوم کرنا چاہیے کہ سر کے
 دھونے کی جگہ صرف حکم مسح پر کیوں اکتفا کیا گیا مخفی نہ ہے کہ وضو کی ضرورت
 تو انسان کو تمام شب و روز میں اکثر اوقات ہوا کرتی ہے پس اگر دھونا سر کا
 بھی مثل غسل دست دیا جائے چہرہ کے فرض کیا جاتا تو خوف حقوق انواع

امراض و مضرات کا بسبب غسل اکثر اوقات سر کے ہوتا اور ہر وقت حوض
 سر کا خصوصاً ایام سرما میں لایسا واسطے سر پر بال رکھنے والوں کے علاوہ
 مضرت باعث تصدیق و تکلیف مالا لیلایق اور شقت شاق کا بھی تھا لہذا
 اس حج و خوف کی جت سے بجائے حکم غسل کے صرف حکم مسح سر پر اکتفا
 کیا گیا سوال کیا سبب ہر جنب و محالض و نفسا کے واسطے مضمضہ اور
 استنشاق فرض کیا گیا اور وضو میں حکم فرضیت مضمضہ و استنشاق کا نہیں
 دیا گیا جواب اعضا انسان کے تین قسم ہیں ایک اعضاے ظاہر و دوسرے
 اعضاے باطن تیسرے وہ قسم اعضا جو کہ حکم برزخ اور بن بین کے درمیان
 اعضاے ظاہر و باطن کے واقع ہوئے ہیں جس طرح جانب اندرون و بن
 اور بنی کا پس چونکہ حکم طہارت ظاہر مخصوص ہے ساتھ ظاہر اعضا کے اس واسطے
 حدث صغیر کی طہارت کے واسطے یعنی عمل وضو میں حکم فرضیت مضمضہ و
 استنشاق کا کہ خارج نظیر ظاہر اعضا سے ہے نہیں کیا گیا لیکن حدث کبیر کی
 نظیر کے واسطے یعنی جنب و محالض و نفسا کے حق میں کمال سبب اعظمت
 کی نظر سے علاوہ غسل اعضاے ظاہر حکم فرضیت مضمضہ اور استنشاق کا
 بھی دیا گیا تا معلوم ہو کہ نجاست حدث کبیر شد اقسام نجاست ہے یہاں تک
 کہ سوا ظاہر اعضا کے حد اعضاے باطن کے قریب تک بھی اثر اسکا ہوا
 کرتا ہے پس علاوہ غسل تمام اعضاے ظاہر کے مضمضہ و استنشاق بھی ضرور
 چاہیے اور حکم مضمضہ و استنشاق کا تو وضو میں بھی ہے لیکن وضو میں فرضیت
 ان دونوں کی ثابت نہیں سنت البتہ ہیں اور بھی منہی نہ ہے کہ جو فوارہ وضو

کے اوپر بیان کیے گئے سوا اون فوائد کے ایک فائدہ عظمیٰ وضو کا اعتبار
 عالم آخرت کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ان امتی
 یدعون یوم القیمہ غراجملین من آثار الوضوء وصف خاص متوضیین بین
 آیا ہے یعنی تحقیق امت میری بلانی جاہلیگی دن قیامت کے دوران جسکے
 پیشانیان اور ہاتھ پاؤں کے چمکتے ہوئے آثار وضو سے فائدہ
 فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ وضو کرتا ہے نبدہ
 سو من یعنی ارادہ کرتا ہے وضو کا پھر کلی کرتا ہے نکتے ہیں گناہ منہ اوسکے
 سے اور جو وقت ناک سنکتا ہے نکتے ہیں گناہ ناک اوسکی سے اور جو وقت
 دھوتا ہے منہ نکتے ہیں گناہ منہ اوسکے سے یہاں تک کہ نکتے ہیں نیچے
 پلوں آنکھوں اوسکی سے اور جب کہ دھوتا ہے دونوں ہاتھ نکتے ہیں گناہ
 اوسکے ہاتھوں سے یہاں تک کہ نکتے ہیں نیچے ناخنوں دونوں ہاتھوں
 اوسکے سے پس جبکہ سر کرتا ہے سر اپنے کو نکتے ہیں گناہ سر اوسکے سے
 یہاں تک کہ نکتے ہیں دونوں کانوں اوسکے سے اور جبکہ دھوتا ہے دونوں
 پاؤں نکتے ہیں گناہ دونوں پاؤں اوسکے سے یہاں تک کہ نکتے ہیں نیچے ہون
 پاؤں اوسکے سے تمام مواضع من حدیث شریف کا معنی ہے کہ
 گناہ ہر ایک عضو انسان کے علیحدہ ہوتے ہیں پس آنکھ آگے ہواں گناہ ہونا
 جو دیکھنے سے یا اشارات چشم سے علاوہ رکھتے ہیں جس طرح کسی نامحرم کو بقصد
 دیکھنا یا شہوت کی نظر سے کسی عورت یا امر و کی طرف نگاہ کرنا کسی مسلمان کے
 عیب کی طرف آنکھ کو متوجہ کرنا یا بظہارت کسی مسلمان کو دیکھنا یا مثلاً

کسی شخص کے ستر عورت کی طرف نگاہ کرنا یا اور جو امور کہ اوسٹا دیکھنا جائز نہیں
 ہجرا نکو دیکھنا بطرح لڑائی جانوروں کی وہ لڑائی جسکو ارباب امور و لعبت
 تماشا دیکھنے کے واسطے بطور بازی کرایا کرتے ہیں بنظر شوق و تماشا
 اوس لڑائی کو دیکھنا یا اشارہ کنایہ کرنا آنکھ سے کسی کی بدگوئی یا عیب جوئی
 کے واسطے اور کان آلہ ہجرا وں گناہوں کا جو سننے سے علاقہ رکھتے ہیں
 جیسے سماعت غیبت و فحش و خیل خوری اور یہودہ لاف گزاف کے
 یا اور اقسام امور خلاف کے کیونکہ بقصد و رضا و اختیار سننا اپنے کو شریک
 کرنے والے کا بنانا ہجرا الحق چشم و گوش خداوند خلاق حقیقی نے امور نالایق
 اور افعال ناراضی کی طرف مصروف رہنے کے واسطے نہیں دیے مرکب
 گناہ ہونے کے واسطے پیدا نہیں کیے بلکہ چشم از برای دیدن آثار
 قدرست و گوش از برای شنیدن احبار حکمت است و زبان آلہ ہجرا وں
 گناہوں کا جو تلفظ کے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں جس طرح فحش کہنا گالی دینا
 جھٹی گھانا تمسک لگانا غیبت کرنا جھوٹ بولنا جھوٹا وعدہ کرنا بد و ن و ظلم
 کیسے حق میں دعاے بد کرنا لڑنا جھگڑنا حجت باطل کرنا خود ستائی کرنا
 کرنا بد صلاح دینا ایسی بات کہنا جس سے مسلمانوں میں ملکہ مطلق و بندگان
 خدا میں جنگ و منا و برپا ہو جائے فراج یہودہ اور مسخرگی کرنا متربا جا دو کے
 کلمات سیکھنا اور زبان سے نکالنا اشعار و عبارات ہزل و دشنام کو
 یا اور کسی قسم مضامین ناجائز و خلاف ایمان و اسلام کو یا دکرنا خداوند تعالیٰ
 کی صنعت و کار ہائے خاص پر اعتراض کرنا اور نام و دھڑنا تک آلہ ہجرا وں

گناہوں کا جو سونگھنے سے علاقہ رکھتے ہیں جس طرح غیر مشروع چیزوں کا سونگھنا اور مزہ اوس سے اٹھانا مثلاً غیر محرم محبوبہ معطر و مغبر کے بدن یا کپڑے یا بالوں کو سونگھنا ہاتھ آلہ ہر اون گناہوں کا جو بذریعہ ہاتھ کے صادر ہوا کرتے ہیں مثلاً خچو نازن غیر محرم کا یا بلا ضرورت مس کرنا لباس اور حرام خیروں کا یا دست درازی کرنا واسطے ظلم و ستم کے یا دست برد کرنا مال غیر کو اور چوری کرنا اور وزن خواہ گنتی میں کمی کرنا اور لکھنا کسی غیبت کا یا بہتان کا یا بلا ضرورت لکھنا کسی ایسی بات کا جس سے احتمال ضرر و بدنامی کسی سببہ خدا کو ہو دست سوال بلا ضرورت اضطرابی کے کیسے سامنے پھیلانا باوجود قدرت اعانت سے ہاتھ روکنا اشیائی لہو و لعب اور امور ناجائز کا بنانا اور درست کرنا یا نو آلہ ہر اون گناہوں کا جو امور غیر مشروع میں قدم اٹھانے کے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں مثلاً جاناکسی نامحرم کے پاس بلا ضرورت نظر شوٹ یا جاننا قمار خانہ اور شراب خانہ وغیرہ جابا سے ممنوع و خلاف میں یہاں تک کہ بلا ضرورت کسی ظالم کے گھر جانا یا بادشاہ و وزیر کے حضور میں بلا ضرورت آمد رفت کرنا اور مقابلہ کفار معاذ اللہ منہا پانوٹھانا اور بھاگنا و باغ آلہ ہر واسطے حدوث و سواوس شیطانی کے اور پیشانی بلکہ تمام چہرہ کا بہت بڑا گناہ ایک ہر کہ بندگان خدا کے ساتھ خندہ روئی اور اخلاق کے ساتھ پیش نہ آنا اور ٹکراؤ یا خلقی یا اور کسی وجہ ناحق نفسانی کے سبب سے ترش روئی کرنا یا سوا حضرت تعی سجا کے کسی اور کی حرمت اور محبت کے واسطے معاذ اللہ سر و پیشانی رگڑنا

علاوہ اسکے سر محل پر غرور و تکبر کا اور گردن واسطے طوق اطاعت و
 بندگی کے اور تسلیم و امر و نواہی الہی کے خاص کی گئی ہو پس کسی کا
 گناہ تو عجیب و تکبر پر اور گردن کا گناہ یہ ہو کہ طوق بندگی کو گردن سے
 نکال ڈالے اور بھی مضمیٰ نہ رہے کہ مرکز و معدن جملہ حواس ظاہر و باطن کا
 سر و دماغ ہی ہو لہذا جو گناہ جس جس سے صادر ہوتے ہیں اصل
 منبع ان کی اعانت کا سہی کو سمجھنا چاہیے ہر گاہ یہ سب معلوم کیا تو جاننا
 چاہیے کہ آنکھوں اور کانوں وغیرہ اعضا سے جو دفع ہونا گناہوں کا سبب
 وضو کے ارشاد کیا گیا تو ان گناہوں سے یا گناہ قسم خاص ہر ایک
 عضو کے علیحدہ علیحدہ مراد ہیں یعنی ہر ہر عضو سے گناہ متعلق خاص
 اس کے بسبب وضو کے دور ہوتے ہیں یا یہ مراد ہو کہ مطلقاً گناہ تمام اعضا
 کے برکت وضو ان خاص خاص اعضا کے ذریعے سے دفع ہو کر سراسر
 کھوتے ہیں لیکن جاننا چاہیے کہ مراد ان گناہوں سے جو کہ وضو کی
 برکت سے دفع ہوا کرتے ہیں صغیرہ گناہ ہیں نہ کبار پس بہت بڑا فائدہ
 وضو کا دفع ہونا ان گناہوں کا ہر صغیرہ گناہوں کی بخشش کو بھی کچھ امر
 صغیر اور شری حقیر سمجھنا چاہیے علاوہ اسکے انوار طہارت جو باطن منہ
 موسن میں التزام وضو سے ہر وقت پیدا ہوتے ہیں بالآخر غلبہ ہو جس
 گناہ کبیرہ کو بھی کھوتے ہیں پس التزام طہارت کو دفع ہر قسم گناہ کے
 واسطے مفید ہی سمجھنا چاہیے بعد دریافت اس فائدہ عظمیٰ کے اس
 بات کو بھی معلوم کرنا چاہیے کہ وضو سے گناہوں کا دفع ہونا کیا سبب ہے

علاوہ اسکے التزام وضو کی برکت سے شہید مزاج اور بیان کیا گیا یہ امر
تو اور بھی زیادہ تر موجب عجب ہر محقق نے یہ کہ جس طرح نجاست ظاہری
باعث نجس کر دینے وجود ظاہر انسان کی ہوتی ہے اسی طرح نجاست کائنات
طہارت باطن انسان کو کھوتی ہے لیکن ظاہر اور پاک صاف کرنا اور کھنا
وجود ظاہر کا تو حجاب امور اختیار یہ سے واسطے انسان کے ہوتا ہے بخلاف
تطہیر باطن کہ وہ مثل تطہیر ظاہر امر اختیاری انسان کا نہیں ہوتا پس
ہر گاہ وہ امر ایک ہی قسم کے یعنی متعلق تطہیر اس طور پر واقع ہوے
کہ ایک تو فقط ساتھ عنایت خداوند کے خاص کیا گیا ہے اور دوسرے کا
اختیار خود بند کے کو دیا گیا ہے تو کوشش کرنا بندے کا واسطے بجا آدمی
امر اختیاری اپنے کے باعث توجہ عنایت خداوند نسبت دوسرے امر
غیر اختیاری بندے کے کہ وہ بھی اسی قسم تطہیر سے ہی ضرور ہوتا ہے عمل
تطہیر نجاست ظاہر نجاست باطن کو بھی کھوتا ہے کس واسطے کہ معاملہ خداوند
کا ساتھ بندوں کے موافق نیست اور اصل ارادہ و خواہش بندوں کے
ہو اگر تاہم پس جو بندہ کہ جو یا طہارت کا ہو اور واسطے طہارت اختیاری
سعی و کوشش کرے تو عنایت خدا موافق اس کے ارادے اور
خواہش کے متوجہ اس کی طرف ہوتی ہے اور ازاں نجاست اختیاری سے
نجاست غیر اختیاری یعنی نجاست باطنی معاصی کو بھی اسکے ضرور دور کرتی
ہے اس واسطے کہ اسے چون بیاری طہارت ظاہر و باطنیت تیر حق
کنند ظاہر و علیٰ نذر القیاس ملزم وضو کے شہید مرنے کا بھی یہی سبب ہے

یعنی چونکہ یہ بندہ اپنے زندہ رہنے کے وقت تک ملتزم طہارت جسمانی کا تھا اور نبی طہارت رہنا ہرگز گوارا نہیں کرتا تھا رحم الراحمین نے ابد اس کے مرنے کے بھی اس کے جسم کو طہری رکھنا پسند فرمایا اور طہا ہر ہونا جسم کا بعد مرنے کے خاصہ شہد اکابر اس واسطے حاجت غسل کی بھی لاش شہد اکابر کے واسطے نہیں ہوتی لہذا اسکے داخل زمرہ شہد اکابر کے واسطے کہاں غفار سی حکم جاری ہو گیا بیان کوئی یہ بات نکمے کے پس منہ وضو کی لاش کے غسل کی بھی کچھ احتیاج نہیں ہر کس واسطے کہ غسل غفار میت سے معاف ہونا خاصہ شہادت کہہ رہی اور شہادت حقیقیہ کا ہر شہادت حقیقی اور مجازی کی خصوصیات خاصہ میں بہت بڑا فرق رکھا گیا ہر فائدہ ہر دم با وضو رہنے کے فضائل احادیث میں بہت کچھ آئے ہیں یہاں تک کہ وضو پر وضو کرنا بصفت نور علی نور مذکور ہوا ہر ایک شخص ہر وقت تازہ وضو کر کے نماز ادا کیا کرتا تھا اور دوسرا ایک شخص فجر کے وضو سے عثمانی نماز ہمیشہ پڑھا کرتا ان دونوں شخصوں نے اپنا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جو شخص ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہو اس کا وضو اچھا ہو اور جو شخص ہر وقت تازہ وضو سے نماز پڑھتا ہو اس کی نماز اچھی ہو اس روایت سے مداومت وضو اور ہر وقت تجدید جدید وضو دونوں کے بہت بڑے فضائل ثابت ہوئے کھانا کھانا اور خواب کی طرف متوجہ ہونا یہ افعال عادیہ ضروریہ بھی با وضو ہی اگر مومن تو منافع اور فضائل اسکے بہت ہیں با وضو خواب کرنے میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہر کد اگر

حالت خواب میں موت آجائیگی تو گویا باطہارت مرے گا علاوہ اسکے
 حالت نوم میں ارواح مومنین کو عروج طرف عرش کے بھی ہوا کرتا ہے
 لیکن ناپاک یعنی سبالت احتلام سونے میں شرف عروج کا حاصل ہونا
 دشوار ہے اور با وضو سونے میں زیادہ تر مناسبت ساتھ عالم بالا اور مآثر
 کے حاصل ہوتی ہے منقول ہے حضرت بازید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ
 آپ فرماتے تھے کہ ہر گاہ اندیشہ دنیا میرے دل پر گزرتا ہے تو وضو کرتا ہوں اور
 جبکہ عقبے کا خیال آجاتا ہے تو غسل کرتا ہوں کہ واسطے کہ جو کچھ دنیا سے
 متعلق ہے محدث ہے اور اندیشہ اس کا قبیل حدث سے ہوتا ہے پس بسبب
 حقوق اس حدث کے وضو کرنا چاہیے اور عقبے محل شہوت و آرام ہے
 توجہ اور اشتغال کرنا ساتھ اس کے خبابت ہے اور خبابت سے غسل لازم
 آتا ہے غرض اولیاء اللہ مجرب و اندیشہ مخالفت سے بھی وضو اور غسل ہے اور
 واجب و لازم سمجھتے تھے فائدہ نماز کے واسطے جو طہارت کرنا حدت
 صغیر و کبیر دونوں سے مشروط کیا گیا اور حکم طہارت جابہ و جابے نماز وغیرہ
 بھی دیا گیا سبب اس کا یہ ہے کہ جس طرح دربار سلاطین میں چرک و دبوبی کے
 ساتھ یا بے ادب و بے سجاوٹ محض وضع کو چہ گردی اور بے احتیاطی
 کے ساتھ داخل ہونا منع ہے بلکہ فریاد ادب و اتہام کے ساتھ اور پاکیزگی اور
 صفائی کے ساتھ اور التزام تکلفات مخصوصہ دربار کے ساتھ داخل ہونا
 چاہیے اسی طرح حضرت شہنشاہ دنیا و دین مالک زمان و زمین کے دربار
 میں بھی کمال ادب و سجاوٹ اور اتہام تکلف خاص پاک و صاف ہو کر

حاضر ہونے کے واسطے ضرور درکار ہوا حق عظمت و شوکت دربار حسب
 دربار کے مجرایوں اور سلامیوں کے دلون پر اثر اوسیوقت کرتی ہو کہ اس
 قسم مراتب خاص کا لحاظ واجب ضروری سمجھا جائے اور کار ہا می مطلق
 غیر مہتمم بالشان کی طرح یہ عمل خاص وقوع میں نہ آئے پس اگر کوئی یہ
 بات کہے کہ اگر تعظیم تکلفی درباری طور پر مقصود تھی تو لباس درباری پہننے
 کے واسطے بھی نماز میں حکم ہونا چاہیے تھا جواب اسکا یہ کہ احکام عبادت
 الہی عام ہیں تخصیص امیر و غریب کی ان میں نہیں ہوتی پس اگر لباس
 تکلفی دربار کے پہننے کا حکم نماز گزار و نکو دیا جاتا اور اداے نماز مشروط
 اس لباس کے ساتھ کیا جاتا تو مفلسوں کے واسطے نہایت اشکال
 ہوتا لہذا لباس پر تکلف پر تقرب صلوٰۃ موقوف نہیں کیا گیا بان پاک ہونا
 لباس کا گو کیا ہی لباس کیون نہ ضرور چاہیے یہاں تک تو بیان و
 کا کیا گیا اب قسم دوم طہارت شرعی کہ غسل جنابت و حیض و نفاس ہر
 او کا بھی معلوم کرنا چاہیے واضح ہو کہ غسل جنابت اور غسل حیض و نفاس
 ان تینوں غسلوں کی ایک ہی کیفیت ہو یعنی بعد از النجاست حقیقی ظاہری
 بدن کے تمام بدن پر پانی بہانے سے طہارت حاصل ہوتی ہو اور ضمنہ
 اور متناقض بھی ان تینوں اقسام غسل میں ضرور چاہیے بان متناقض
 البتہ درمیان غسل ضروری غرور غسل ضروری عورتوں کے ثابت ہو کہ
 مرد اگر سر پہ بال رکھتا ہو تو مہینہ سے سر موتک تر ہو جانا تمام بالوں کا اور
 بہ جانا پانی کا ہر ہر بال پر ضرور چاہیے بخلاف عورتوں کے کہ عورتوں کے

سرف پونچا دینا پانی کا بالون کی ٹبرین کفایت کرتا ہر کرنا بالون کا سراپا
 خضر بر زمین ہوتا تھا امداد اقسام عقلی نجاست کی دوہین۔
 ایک نجاست حادث بدن مکلف سے یعنی جو کہ داخل بدن مکلف سے
 باہر نکلتی ہے دوسری وہ نجاست کہ بدن مکلف سے حادث نہوئی ہو
 بلکہ علاوہ اسکے کوئی نجاست خارجی بدن مکلف کے ساتھ ملوث
 ہو گئی ہو خود نجاست خارج شدہ بدن مکلف کی جو کہ بعد دور ہونے کے پھر
 بدن مکلف کے ساتھ ملوث ہو جائے اسکا ملوث بھی حکم ملوث نجاست
 خارجی کے ہر گاہ ان دونوں اقسام نجاست کو معلوم کیا تو جانا چاہیے
 کہ قسم اول اشد اقسام نجاست ہے بسبب حادث ہونے اسکے خود جسم مکلف
 سے لہذا فرید سبب لفظ و اہتمام واسطے ظاہر ہونے مکلف کے اس سبب
 اشد سے تجویز کیا گیا ہے یعنی علاوہ تطہیر محل ملوث نجاست حکم غسل تمام
 جسم یا اطراف جسم کا نبدگان مستطہ کو دیا گیا ہے بتین مقال اور تفصیل جہاں
 یہ کہ حدوث نجاست بدن مکلف سے جو اصل باعث ضرورت سبب لفظ
 تطہیر کا ہوا مقتضی اس بات کا تھا کہ اسکے جملہ اقسام کے واسطے حکم غسل
 تمام جسم مکلف کا دیا جائے لیکن چونکہ حدوث نجاست جسم مکلف سے منقسم ہے
 اوپر دو قسم کے ایک قلیل الوقوع دوسرے کثیر الوقوع پس اہتمام کثیر الوقوع
 جس طرح خروج بول و غائط و ریاح چونکہ اس جنس اقسام کثیر الوقوع کی واسطے
 حکم غسل تمام بدن یا بار بار موجب حرج و وقت اور بھی باعث خوف مضرت کا
 تھا لہذا رفع حرج و وقت اور دفع خوف مضرت کی نظر سے بجای غسل

تمام جسم حکم غسل اطراف جسم یعنی رو و دست و پا کا جسکو وضو کہتے ہیں دیا گیا
 باقی رہی طرف واحد یعنی جانب عضو سر کے چونکہ اسکے پار بارو ہونے
 میں بھی یہی خوف حرج و وقت و مضرت لاحق تھا لہذا غسل سر کی جگہ مسح سر
 مقرر کیا گیا پس وضو غسل صغیر یعنی قائم مقام غسل کبیر تمام اغصا سے بدن
 مکلف کا ہر واسطے دفع اوس نجاست شدید کے جو کہ کثیر الوقوع ہے حکم
 تو اقسام کثیر الوقوع نجاست کا بیان کیا گیا رہیں اقسام قلیل الوقوع ہر چیز کا
 تو اسکی بہت سی تھیں اور مقتضاً شدہ ہونے جملہ اقسام کا یہی تھا کہ ہر ایک
 کے واسطے حکم غسل تمام جسم دیا جائے اور کچھ اصلا فرق اون تمام اقسام
 قلیل الوقوع میں نہ کیا جائے لیکن اس حکم کے واسطے اون سب اقسام
 سے صرف تین ہی مقام خاص کی گئیں جنابت اور حیض اور نفاس اور باقی تمام
 اقسام بطرح قر یا خون نکسیر یا فسد یا ریم اور رطوبت زخم یا بھوڑے کی ان تمام
 اقسام میں باوجود قلیل الوقوع ہونے کے صرف حکم وضو پر اس سبب سے
 اکتفا کیا گیا کہ یہ اقسام اکثر قسم امراض سے یا لاحق واسطے صاحبان مرض کے
 ہوا کرتے ہیں پس حکم غسل تمام جسم کا ایسے اقسام قلیل الوقوع کے واسطے
 بھی موجب حرج و وقت اور خوف مضرت کا تھا اتحاصل جتنے اقسام حدوث
 نجاست کے ہیں تین قسموں میں تو اون سے حکم غسل کبیر یعنی غسل تمام بدن
 کا دیا گیا ہو اور باقی تمام اقسام میں پچائے غسل کبیر یعنی غسل صغیر یعنی وضو
 و المناصف اطراف بدن کا جسکو وضو کہتے ہیں تجویز کیا گیا ہو اور علاوہ اس
 قاعدہ عقلی کے جب بیان کیا گیا ایک بہت بڑی وجہ وجہ تخصیص جنابت و

حیض و نفاس کی واسطے غسل تمام جسم کے یہ حکم کہ نجاست ان تینوں اقسام کی حجلہ اقسام نجاست حادث جسم مکلف سے ادید و اشدد ہر کسواسطے کہ بحق جنابت میں گویا تمام جسم مورد حادث مذکور ہو جاتا ہے اور ہر عضو بدن بلکہ ہر ہر خرقہ تکلیف و تاثر خاص اوس شی خارج شدہ کا پاتا ہے ساری ہونا لذت انزال کا تمام جسم میں اس حیثیت سے کہ گویا تمام جسم منہک و رفانی و مستحکم اوس لذت و کیف خاص میں معلوم ہوا کرتا ہے دلیل بتین ہر ہمارے اس مدعا کی علاوہ اسکے لطفہ خلاصہ جو ہر تمام جسم انسان کا ہوتا ہے تمام اعضا کے انسان کے کوئی عضو ایسا نہیں ہے کہ جسکا ایک جزو شریک اس خلاصہ جو ہر بدن کے ساتھ نہو چنانچہ متشکل ہونا تمام شکل انسانی کا یعنی ہر ہر عضو انسان کا رحم کے اندر اسی لطفے سے محبت روشن ہے اور اس مدعا کے پس سبب خروج ایسے مجموعہ جامع کے کہ جن میں ہر ایک عضو بدن کا ایک ایک جزو شریک ہے حکم تطہیر تمام جسم کا ضروری ہوا علاوہ اسکے جو کیف خاص شہوت رانی اور لذت نفسانی کا انزال کے وقت تمام جسم انسان میں ساری ہو جایا کرتا ہے حسب وقت عبادت خدا کی طرف اوس جسم کو متوجہ کیا جائے تو اوس لذت نفسانی اور کیف شہوت رانی سے جسم کو پاک صاف کرنے کے واسطے دھونا تمام جسم کا ضرور چاہیے پس دھونا تمام جسم کا خاصہ واسطے دفع جنابت کے انھیں وجہ سے تجویز کیا گیا ہے ہر حیض و نفاس حکم تطہیر تمام جسم حیض و نفاس میں بھی بسبب شد ہونے نجاست حیض و نفاس کے دیا گیا ہے کسواسطے کہ نجاست حیض و نفاس قطع نظر اس سے کہ عقل او سکوا شد اقسام نجاست سے جاتی ہے

سبب اعظم اقامت ہونے ان دونوں نجاستوں کا یہ ہر کہ باوجود نہایت
 خبث یہ دونوں نجاستیں تا وقت انقطاع برابر جاری رہا کرتی ہیں پس ایسا
 جاری رہنا انکا موجب کمال خبث کا ہر یعنی حدوث ہر دو نجاست کی حالت
 طوالت اور تمام اقامت شدہ سے بھی کمال زیادتی انکی ثابت کرتی ہے اور جو کچھ
 ابتلا ہی نفس کا ایسی حالت خبث و نجاست کے ساتھ اور بھی دور و مہجور اور
 بے مناسبت رہنے نفس کا عبادت و اشغال ذکر الہی سے بسبب اس نجاست
 کے لاحق حال مکلف ہوا تھا اوس کیفیت و حالت خاص سے پاک و لطیف
 کرنے کے واسطے اور لطافت و لطافت تازہ واسطے صلاحیت عبادت
 اور اشغال اذکار و اشغال کے حاصل ہونے کے واسطے طاهر کرنا تمام جسم کا
 از سر تا پا ضرور ہوا سوال عجیب بات یہ ہے کہ کیا جباریم و خون زخم کے
 خروج میں محل خروج کا دھونا تو ضروری نہیں مقرر کیا گیا لیکن دھونا چہرہ اور
 دست و پا کا بسبب اوسکے ضروری قرار دیا گیا ہے سبب ایسے حکم عجیب خارج
 از قیاس کا کیا ہے جواب اصل سبب فرضیت غسل و وضو کا خروج و حدوث
 نجاست کا ہوتا ہے نہ تلمیح سر منجھ کا ساتھ نجاست خارج شدہ کے ہاں دھونا ہر
 منجھ کا بھی شبہ ملوث اور عدم حقوق کسی مانع ضروری کے ضرور ہی چاہیے
 لیکن چونکہ علت ضرورت غسل و وضو حفظ خروج نجاست واقع ہے نہ قیام و تلوٹ
 نجاست ساتھ منجھ کے لہذا اس نجاست ملوثہ خارج شدہ کے دھونے سے نہ
 کی ضرورت پر قیاس ضرورت غسل اعضائے وضو کا نہیں ہو سکتا اسلوا
 حالت خروج راجح میں باوجود عدم تلوٹ منجھ کے بھی حکم ضرورت وضو کا دیا

ہو گا۔ اس سے کہ اگرچہ تلبوث ثابت نہیں لیکن خروج تو بلاشبہ ثابت ہو گا اور
 سبج خارج شدہ اگرچہ ظاہر میں کوئی نجاست اسکی بدن پر محسوس نہیں ہوتی
 لیکن صفت اسکی بلاشبہ قریب غائط کے ہو گا۔ مکدہ جنابت دوم
 سے ہوتی ہو یا انزال سے ساتھ شہوت و جہنگی کے عام اس سے کہ
 بیداری میں ہو یا خواب میں فقدا انزال حالت خواب کو احتلام کہتے ہیں
 یا داخل کرنے پر شرف سے پہلے یا اوپر کے اس صورت میں بھی فاعل و مفعول
 دونوں پر غسل واجب ہو گا۔ اگرچہ پانی باہر نہ نکلے اور غسل میں تین وضو
 میں نہ پانی ڈال کر کلی کرنا اور نہ تک میں پانی دینا اور نہ سارے بدن کا دھونا
 لغت میں غسل بہتج کسی چیز کے دھونے کو کہتے ہیں اور بالضم معنی تمام
 بدن کے دھونے کے ہیں چونکہ وضو بھی داخل ضمن غسل ہے لہذا یہ دونوں
 قسم حدیث کو صغیر ہو خواہ کبیر دور کرتا ہو طہارت کامل ظاہر شیعہ میں مراد ہو
 پاک ہونے نجاست حقیقی و حکمی دونوں سے اور اکمل طریقہ اسکا عمل غسل ہی
 ہو پس جو طریقہ غسل کا بیان کیا گیا اگرچہ یہ طریق صرف طریق طہارت ظاہری ہی
 کا ہے لیکن طہارت ظاہری منجر ہوتی ہے طرف طہارت باطنی کے کیونکہ جب صحاح
 طہارت کا برابر کہے گا اور ہمیشہ اپنے جسم کو پاک رکھے گا اسکے اثر سے اسکا
 دل بھی جانتوں سے پاک ہو گا اور خداوند منعم حقیقی کی طرف سے فیض طہارت
 باطنی بھی اسکو ضرور حاصل ہو گا اور اصل غرض تمام اعضا پر پانی بہانے اور
 شست و شو کرنے سے یہی ہے کہ نہایت پاک ہونے نفس کے گناہوں سے
 اور پاک ہونے دل کی رویت سے اپنی طاعتوں کے یا اور خطرات سے

اور پاک ہونے روح اور سر کے ملاحظہ اغیار سے اور آرام پکڑنے روح سے بغیر حق کے پانی بہانا چاہیے اور درحقیقت طہارت کامل جو کہ ممدوح اور محبوب حضرت حق واقع ہوئی ہے عبارت ان جملہ مراتب پاک کی حاصل کرنے سے ہے اس واسطے معینہ فاطمہ و ارشاد فرمایا ہے اور بجمیع وجوہ طہارت کامل حاصل کرنے کے واسطے حکم آیا ہے عین اقسام طہارت طہارت غسل ہے اور جو فوائد اور منافع خاصہ بیان وضو میں ذکر کیے گئے اور ان تمام فوائد کو داخل فوائد غسل سمجھنا چاہیے کیونکہ غسل وضو خود داخل ضمن غسل کیا گیا ہے **فائدہ** غسل میں اور فوائد ظاہری بھی بہت سے ہیں اول یہ کہ مفید ہوتا ہے بہت سے امراض کے دفع کے واسطے دوم یہ کہ دور کرتا ہے سستی بدن کو اور تندرستی اور چستی لاتا ہے سوم یہ کہ باعث فرحت و نشاط خاطر ہوتا ہے اور شہار قساوت و خست کو بصیرت کھوتا ہے چارم یہ کہ پریشانی طبع کو دور کرتا ہے پنجم یہ کہ باعث مناسبت کا ہوتا ہے ساتھ عالم ملکوت اور الاراعل کے اور صلاحیت ظہور انوار و آثار عالم قدس بیچ انسان کے پیدا کرتا ہے ششم یہ کہ بعد جماع کے فی الفور غسل کر ڈالنے سے پھر خواہش جماع کی جلد پیدا ہوتی ہے لیکن چاہیے کہ بعد کیفیت اوس حرارت کے جو حرکت جماع سے پیدا ہوتی ہے پانی بدن پر ڈالیں و الا زیادہ جلدی کرنے میں خوف حدوث بعض امراض کا ہوا کرتا ہے قسم سوم طہارت شرعی کی تمیم ہے قال تعالیٰ وان کتمتم منہ و علی سفر و جاوہ منکم من الفاط او لستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا

طیبا فاسحا بوجہ کم وایدیکم ان اللہ کان عفوا غفورا اور اگر سوئم مرض یا سفر میں یا آیا ہو کوئی شخص تم میں جاے ضرور سے یا صحبت کی سو عورتوں سے پھر نیا یا پانی تو ارادہ کر زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو تھپتھپاتے اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ آج النبوة میں لکھا ہے کہ بعضے غزوات میں عود کے وقت قریب مدینہ منورہ کے ایک مقام پر گردن بند حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گم ہوا تھا اسکی تلاش کے واسطے اس منزل میں توقف ہوا اور وہاں پانی تھا یہاں تک کہ فجر کی نماز کے وقت ہو نیکا لوگوں کو خوف ہوا اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر غصہ ہوئے کہ تمہارے سبب سے لوگوں نے اس جگہ پریشانی اور ٹھانی اور سوقت یہ آیت نازل ہوئی حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی عنایت بینایت سے بیماروں کو اور اون سافروں کو جنکو خوف گھٹ جانے اور نپانے اب خوردنی کا ہوا اور اون اشخاص کو جنکے تین پانی ضرر کرتا ہو یا بروقت پانی میسر نہ آئے بوجھ و صواب و غسل کے حکم تم کا خاک پاک سے دیا ہو اور تم کو در حالت ضرورت خلیفہ اور قائم مقام دو نو کی طرف سے مقرر کیا ہو تا بندگان مکلف منظر نہوں اور سعادت عبادت الہی سے کسی حالت میں معذرت نہ ملنے یا عدم امکان استعمال پانی کے محروم نہ رہیں ورو داس آیہ مرحمت مایہ کا اوس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے ہوا پس باعث حصول اس آسانی کی ذات باریکات حضرت صدیقہ کی ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عمل تیمم شرع شریف میں عبارت ہر مٹی پاک پر دو نو کف دست مار کر اول تمام
 منہ پر ملنے سے اور پھر بار دوم دو نو کف دست مار کر دونوں ہاتھوں کو
 سر انگشتوں سے کہنیوں تک ملنے سے اور جس طرح پانی کو وضو میں ہر مقام پر
 پونچا یا فرض ہو اسی طرح دست سے سر کردہ ارض پاک کو ہر مقام پر پونچا یا ضرور
 چاہیے ورنہ تیمم صحیح نہ ہوگا اور معنی تیمم کے قصد کے ہیں اس سے نیت کی
 فرضیت بھی واسطے تیمم کے ثابت ہوئی اور صغیر سے مٹی خواہ اور جنس
 کی چیز مراد ہو خاک بالو سر نہ پتھر پتھر تال غبار آلود ہون یا نہ ہون سب داخل
 تحت معنی صغیر کے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ پاک ہون بخس زمین اگر سو کھ جاو
 سو کھنے سے اداے نماز کے واسطے طاهر ہو لیکن مظہر نہیں ہر چیز میں تیمم
 اوس سے جائز نہیں ہو سکتا اور فلم تجدد لانا میں جو عذر پانی نہ ملنے کا بیان
 کیا گیا یہ عذر عام ہے اس سے کہ پانی موجود ہی نہ ہو یا موجود ہو لیکن بسبب عدم
 اسباب یا وجود مولف کے نہ مل سکے جیسے مثلاً ڈول نہ ملنے کے سبب
 پانی کنوئیں سے کھینچ نہیں سکتا یا جگہ پر پانی ہو اثر دیا یا درندہ موجود ہو کسی
 دشمن نوع انسان سے خوف جان ہو اور تیمم ٹوٹ جاتا ہو پانی کے لمبا نہ
 سے اور بھی اول چیزوں سے جن سے وضو ٹوٹتا ہو فساد ازبک
 عمل طہارت نہایت متم بالشان اور لوازم ضروریہ دین و ایمان سے ہر عملی شخص
 اداے نماز کے واسطے تو استہام طہارت اس قدر ضروریات سے ہے کہ بدون
 اسکے نماز کسی طرح جائز ہی نہیں ہو سکتی پس چونکہ تاکید التزام نماز کی بھی اس قدر
 زیادہ ہے کہ مریض صاحب فرش کو بھی ترک کرنا اور سکاروانہیں اگر طاعت

قیام و قعود و رکوع و سجود بھی باقی نہیں رہی ہو تو ادائیگی میں استبراء تو انی پر ہے
پڑے ادا اور سکا واجب و لازم ہوتا ہے لہذا سبب اس وجہ ضروری ہونے
عبادت صلوٰۃ کے اور موقوف ہونے اور سکے اور طہارت کے مصلحت
شرعی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ حالت عدم دستیابی یا عدم امکان استعمال
آب میں بھی یہی حکم باقی رہے یعنی نہ حکم ادا صلوٰۃ بدون طہارت کے
دیا جائے نہ سبب عدم دستیابی یا عدم امکان استعمال آب کے ترک صلوٰۃ
کی سطح جائز کیا جائے لہذا عذر کی حالتوں میں تیمم کو خلیفہ غسل و وضو کی طرف
مقرر فرمایا چونکہ اصل مقصود ضرورت غسل و وضو سے یہی ہے کہ تا انسان دے
متوجہ طرف پاکی اور صفائی کے رہے اور عمل طہارت کو تا حد امکان آجائے
و مفترعات سے واسطے عبادت کے جانے اور سبب کمال ضروری ہو
اہتمام بہ تیمم طہارت حقیقی و حکمی اور اور تمام اقسام شرائط و لوازم ضروریہ نماز
کی کمال عظمت و احترام عبادت نماز کو اچھی طرح سے پہچانے کیونکہ عظمت
اس عمل کی حقیقت زیادہ تر اوسکے دل پر اثر کرے گی اوستیہ زیادہ تر خوبی
اور توجہ و اہتمام کے ساتھ اوس سے صورت ادا سے عمل مذکور بطور میں آجائے
پھر نتائج و آثار بھی اوسکے ویسے ہی پیدا اور ہویدا ہونگے غرض انھیں نافع
اور صلاح ضروریہ کی جہت سے عمل تیمم حالت مجبوری میں خلیفہ غسل و وضو
مقرر کیا گیا ہے تا مدہ کہ عبادت اہتمام تام طہارت وغیرہ لوازم ضروریہ عبادت
سے غافل نہ رہے دیکھو مسلمانین میں جو حاضر ہونے کے واسطے قیو
و رسوم و تکلیفات خاصہ کا اہتمام اور التزام ضروری مقرر کیا جایا کرتا ہے غرض

اولن قیود و رسوم و تکلیفات خاصہ کے مقرر کرنے سے سوا اسکے اور کچھ نہیں
 ہوتی تاکہ کمال عظمت و احترام اوس دربار اور صاحب دربار کا اہل دربار
 کے دل پر بخوبی متاثر کرے اور اسکے سبب سے اُنکی اطاعت و انقیاد
 کو زیادہ تر ترقی ہو پس اصل حکمت تقرر شرائط و لوازم خاصہ عبادت نماز میں
 بھی یہی ہو سمجھا اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ حصول طہارت استعمال آب کے
 سبب سے تو امر عقلی ہو لیکن مٹی یا پتھر وغیرہ پر ہاتھ مار کر سہہ بریکھ لینے سے
 حاصل ہونا طہارت کا کیسے عقل میں نہیں آتا تو جواب اسکا یہ کہ عمل تمہیم
 کچھ اذاکہ عین نجاسات کے واسطے تو مقرر نہیں کیا گیا تا اعتراض عدم
 ازالہ جرم نجاست کا اوسپر لازم آئے اور تجویز یہ ہونا اس حکم کا خلاف عقل تصور
 کیا جائے بلکہ طہارت تیمم مخصوص ہو واسطے دفع اقسام نجاست حکمی کے لہذا
 طہارت حکمی مزیل نجاست حکمی البتہ ہو سکتی ہو جس مرتبہ کی نجاست تھی اوس
 مرتبہ کی طہارت کس واسطے اوسکو نہیں کھو سکتی ہو **ف**ائدہ ثانیہ بیان
 میں شرائط وجوب طہارت کو بھی سن لینا چاہیے شرائط وجوب طہارت
 کی کیا ہیں عقل اور اسلام اور قاعدہ ہونا مسطر کے استعمال پر اور پانی یا مٹی
 خواہ مٹی کی جنس کے کسی شے کا موجود ہونا اور بان ہونا ان شرائط سے مجبور
 اور کافر اور مقطوع الیدین دارجلین یعنی ہاتھ پائون کے ٹھہرے آدمی
 اور فاقد الطہورین یعنی حلو پانی مٹی وغیرہ میں نہ ہونا بالغ اشخاص خارج
 ہوئے اور وجود حدث کا اصغر ہو یا اکبر اور عدم حیض و نفاس اور تنگی وقت
 جب ہجوم کر آئے ان شرائط کی رو سے متوضی غیر جنب پر اور حیض و نفاس الی

عورت پر اور وقت صلوٰۃ کے وسیع رہنے میں طہارت واجب نہیں اور بشرط صحت طہارت کی یہ میں بہ جانا پانی کا تمام ظاہر جلد محل واجب الغسل پر اور منقطع ہونا حیض و نفاس کا عورت کے حق میں اور دور ہونا مائع طہارت کا بدن سے مثلاً آنکھ کی کیچڑ یا اگر بدن پر موم چپکا ہو مگر بیمار اگر دوا لگائے یا پیٹ بائض ہو اور اسکے دور کرنے اور محل مائوف کے دھونے میں خوف ضرر ہو تو صرف مسح کر لینا اس مقام پر اسکو کافی ہر مسح کو بھی شارع نے ایسے مقامات پر مطہر قرار دیا ہر اور ہر گاہ بیان ماسبق سے جواب اعتراض تیمم کا معلوم کیا تو جو اعتراض مسح عضو مائوف یا مسح سر پر وارد ہوتا تھا وہ بھی رفع ہو گیا اس واسطے کہ مسح عضو یا مسح سر بھی رفع نجاست حکمی ہی کے واسطے مقرر ہر پس واسطے رفع نجاست حکمی کے کافی ہونا اس عمل طہارت حکمی کا خلاف عقل نہیں ہو سکتا **فائدہ** یہ جو کچھ بیان ہوا بیان طہارت احداث و نجاست حکمی کا تھا لیکن نجاست حقیقیہ عام اس سے کہ غلیظہ ہوں خواہ خفیضہ پاک رکھنا جسم و جامہ کا اونے ضرور چاہیے اور طریق اون سے پاکی حاصل کرنے کا بعد فرغ بول و غائط کے یہ ہر کہ کلوغ سے صفائی حاصل کرے بعد اسکے پانی سے طہارت کرے اور اگر اور کسی جگہ جسم میں یا کپڑے میں نجاست لگ گئی ہو تو اسکا دھونا اور پاک کرنا بھی فرض ہر حال میں و ثیاب فطرہ اور حاصل مدارس متم طہارت کا اور ہر ہر کہ اول ازالہ میں نجاست کیا جائے بعد ازالہ میں نجاست کے چند بار پانی بہا اور اگر کپڑا ہر تو اسکا ہر بے پختہ نا بھی ضرور چھاساں تمام نجاست و کیفیت طہارت کی کتب فقہیہ میں مفصل لکھے ہو ہیں و فوق اون عمل کرنا چاہیے علاوہ اسکے حلق کرنا شعرانہ یعنی جو ذرا اوپر نفل کا

اور قطع کرنا ناخون کا یہ سب امور بھی داخل طہارت خاصہ دین اسلام سے ہیں کیونکہ اکثر ایسے مقامات میں علیٰ خصوص ناخون میں چرک وغیرہ بجا یا کرنا ہر اس واسطے پاک صاف رکھنا ان مقامات کا ضروریات دین اسلام سے ہر بلکہ علاوہ جسم و ثیاب کے پاک ہونا جائے اداے نماز کا بھی ضرور چاہیے اگرچہ پھر عمل استنجائی کلون اور وضو اور تیمم یا غسل مخصوصہ شرعیہ کے جو کہ مفید بقیود و شرائط خاصہ ہر اور باقی اقسام طہارت میں اور بھی بعض بعض اقوام شریک عمل اہل اسلام ہیں لیکن یہ شرکت او کی فقط شرکت اسمی و رسمی واقع ہوئی شرکت حقیقی کسو اسطے کہ جو جو شرائط و قیود واسطے آب طہار کے اور طرق تطہیر کے دین اسلام میں مقرر کی گئی ہیں اور بغور ملاحظہ کرنے سے اون سب قیود و شرائط کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاصل ہونا طہارت کا بدون مراعات ان سب قیود و شرائط کے عقلاً ممکن ہی نہیں ہے اور کسی دین میں اس طرح کی قیود و شرائط کا ظاہر ایسے معلوم نہیں ہوتا پس کمال طہارت جو اس دین متین میں ملحوظ ہو گیا دلیل بتین ہے اول یہ کمال پاکی اس دین کے اور اس کمال لطافت کو بھی حجاب کمال حقیقت دین اسلام سے سمجھنا چاہیے اور بھی معلوم کرنا چاہیے کہ جسطرح بدون طہارت ظاہر کے عبادت درست نہیں ہوتی اسی طرح بغیر طہارت دل کے عبادت خداوند تعالیٰ کی درست نہیں ہوتی اسی واسطے طہارت بالغ کامل جو کہ مجموع و محبوب خداوند عالم واقع ہوئی ہے اصل مراد اس سے یہی ہے کہ طہارت جسم و جامہ اور طہارت دل دونوں قسم برابر حاصل ہوں بلکہ اصل طہارت طہارت دل ہے ہر وجود و شخصی طہارت کامل کے واسطے طہارت دل کو بجا لے جانے کے

اور طہارت ظاہر کو بجائے جسم کے سمجھنا چاہیے پس مجر و طہارت ظاہر بدون طہارت باطن کے بہتر نہ جسم بچان کے ہو اور مجر و طہارت باطن بدون طہارت ظاہر کے تحقق اسکا اس قدر عسیر اور دشوار سمجھنا چاہیے جس طرح قیام روح کا بدون جسم کیچ اس عالم کے عسیر و دشوار اور خارج از خیر اعتبار ہو **فائدہ** حبلہ اقسام طہارت ضروریہ دین اسلام سے کمال التزام اور ہتمام سواک کا بھی ہو واسطے تصفیہ اور تزکیہ دہان کے تا کثافت اور بدبوئی کی سیطرہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان اثنی عشر منکم تبایض العشاء وبالسواک عند کل صلوۃ و عن شریح بن ہانی قال سالت عائشہ بای شیء کان یبدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل بیتہ قالت بالسواک و ایضا رومی عن عائشہ رضی اللہ عنہا

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السواک مطہرۃ للفم صفاۃ للرب + خلاصہ معنی ان احادیث کا یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر نہ دشوار جانتا میں اپنی امت پر تو حکم کرتا میں اونکو ساتھ سواک کے نزدیک ہر نماز کے اور بقول ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ داخل ہوتے تھے مکان میں تو سب کاموں پہلے شغل سواک ہی کا فرماتے تھے اور بھی فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سواک کرنا سب سے پہلے کرنا چاہیے کہ اسکا اور باعث ہے رضا مندی خدا جل و علی کا اور ایک حدیث میں فضیلت سواک کی اس طرح پر مذکور ہے کہ جو نماز کرے اس کے واسطے سواک کی گنجائی یعنی وضو و نماز کا ساتھ سواک کے

عمل میں آیا ہو بشرط درجہ فضیلت اور سکی اور نماز بلا مساو کے ثابت ہو اجمال
 جب قدر تاکید شدید اور قدغن فرید اور ثبوت فضائل و درجات و برکات کا واسطہ
 عمل مساو کے دین اسلام میں ہو اور کسی دین میں اس قدر تاکید اور فضیلت
 اسکی دیکھنے یا سننے میں نہیں آئی پس کس درجہ اتهام اور ثبوت فضائل تمام مساو
 کرنے کا یہ بھی حجاب طہارت مخصوصہ دین اسلام ہی سے ہو علاوہ اسکے عمل غفلت
 کی بھی اس دین متین میں فرید تاکید ثابت ہو کہ سوا سطلے کہ جو پوست غلافی ختنہ
 میں قطع کرنا اور سکا چاہیے نجاست بول و سین رہچا یا کرتی ہو پس بدون قطع
 کرنے اوس پوست کے طہارت اور صفائی اوس نجاست سے عیسوی و شریعت
 ہو لہذا تاکید واسطے ختنہ کرنے کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت
 فرمائی ہو اور ایک حدیث شریف میں تو تعریف ختنہ اور مساو کی اور عطر
 لگانے کی یعنی ان تینوں عمل کی ایک ہی جگہ برابر آئی ہو بعد دریافت ہونے
 ان تمام اقسام طہارت اور نظافات کے ملاحظہ کرنا چاہیے کہ دین اسلام
 کس درجہ جامع تمام اقسام طہارت و نظافات اور کیا دین پاک ہو آیا اسقا
 اتهام تمام اور خصوصیات و تکالیف خاصہ تطہیر و تنظیف کے واسطے فرما
 تاکید التزام سوا اس دین متین کے کسی اور دین میں بھی پایا گیا ہو غرض کمال
 احتراز و اجتناب شراب وغیرہ مسکرات مضر عقل و انسانیت سے خصیصہ
 خاصہ اسی دین متین کا ہو اسی طرح کمال احتیاط واسطے پاکی اور صفائی
 کے اور غایت رعایت جامعیت تمام اقسام تطہیر و تنظیف کی بھی خصیصہ
 خاصہ اسی دین متین کا سمجھنا چاہیے اسد واسطے کہا گیا ہو کہ نبی اسلام

صلی اللہ علیہ وسلم غور کرنا چاہیے کہ ساتھ جامعیت اور اشتمال ایسی ایسی صفات
کمالات خاصہ مختصہ کے اور کس دین کو ادیان جہان سے برابر ہی ساتھ اس
دین متین کے ہو سکتی ہو اجماع سے بس در جہان گردیدہ ام مہربان و زیدہ
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو پھر یہ دیکھی شروع بیان نماز کا
فرمایا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز بیچگانہ مثل ایک نہر کے ہر کہ درو
پر کسی آدمی کے جاری ہو اور وہ شخص غسل کرے اور سین دن میں پانچ بار
البتہ باقی بنین رہیگا جسم پر اس کے کوئی چرک یا کثافت پس جاننا چاہیے کہ
جب طح غسل کے وقت جب قدر اہتمام اور کوشش تحصیل طہارت و لطافت
اور دفع چرک و کثافت میں انسان کرتا ہو اور سیدہ صفائی او کو حاصل
ہوتی ہو اس طح نماز میں بھی کہ تمثیل او کی ساتھ نہروان کے دی گئی ہو
جب قدر اہتمام و کوشش واسطے صفائی باطن اور دفع وساوس سو اور
خطرات ماسوا کے کر گیا اور خوب طرح سے دل لگا کر ادب نماز کر گیا اوسے قدر
نورانیت اور صفائی باطن اور ثواب بحساب او کو حاصل ہو گا پس لازم ہو
جملہ مومنوں کو کہ پورے طور سے نماز کے ادا کرنے کے واسطے جہان تک
ہو سکے کوشش کریں اور پورے طور سے ادا کرنا او کا بدو ان اسکے ممکن
بنین ہو سکتا کہ اول اس کی ماہیت سے آگاہی کہا ہی حاصل کریں کہ آیا نماز
کیا چیز ہو اور حقیقت اس کی کیا ہو آیا یہی صورت افعال و اقوال و حرکات
سکناات مخصوصہ حقیقت اس کی ہو یا اس صورت کے واسطے کوئی حقیقت
اور بھی ہو یہ تو ظاہر ہو کہ ہر صورت ظاہری کے ضمن میں تحقق حقیقت معنوی

خاصہ کا ضروری نہیں ہوتا والا چاہیے کہ ہر محبوب یا شناس صورت ناسر
بسبب صورت نوع بشری رکھنے کے انسان کامل عقاد کیا جائے اور
فرق و تفاوت درمیان وحشی بن مانس ہیولا محض و اشخاص اکمل و افضل
بلاد تربیت یافتہ کے کوئی شے ہی قرار پائے پس اس قاعدہ عقلی کی رو
مجرد صورت صلوٰۃ کو بمنزلہ جسم بیجان کے تصور کرنا چاہیے اور دریافت کرنا
کہ آیا یہ تمام افعال و اقوال و حرکات و سکناات خاصہ جنہ صورت ترکیبی
کی قایم کی گئی تھو حقیقت ہر جزو کی اجزائے خاصہ مذکورہ سے کیا تھو اور کس
اور شفقت کی نظر سے ان افعال و اقوال و حرکات و سکناات کو خل ترکیبی
اس عبادت میں دیا تھو جبکہ ان سب افعال و اقوال کے حقائق و دقائق
کو سمجھنی جائزہ موافق اوسکے بجا لایگا تب ثمرہ عبادت نماز کا البتہ پائے گا
اور اطلاق حقیقی نماز کا بھی حقیقت اوس وقت درست آئیگا **بیان**
حقائق و دقائق نماز کا ہر گاہ بیان ماسبق سے یہ بات معلوم
ہوئی کہ نماز کے واسطے ایک حقیقت معنوی تھو علاوہ اوسکے صور ظاہری
کے بلکہ تمام ارکان اور اجزائے ترکیبی اور شرائط اور لوازم اوسکے سوا
صور ظاہری کے حقائق و دقائق معنوی پر مشتمل ہیں تو کچھ مختصر سا بیان
اون دقائق و حقائق کا بھی سن لینا چاہیے مخفی نہ ہے کہ اصل سر علم اور
غایت اسنی تو نماز کی مشغول ہونا تھو بندہ کا جان و دل سب سے اطاعت و شکر گذار
اپنے مالک حقیقی اور خالق حقیقی کے اور بجا لانا اس اطاعت و شکر گزاری کو
پسینہ سمجھنا کہ سماجیت و اطاعت و امتثال مالک کے اور کسی خیال کہ

اصلاً دخل اوسین نہوا و بھی صرف کرنا اعلیٰ درجہ بہت و اہتمام کا بیج اس کام کے اور ادا کرنا ایسے مراتب اعلیٰ تقسیم و تکریم و حمد و ثنا کا جو کہ سوا اس خالق بحق حاکم مطلق کے واسطے کسی دوسرے کے ہرگز جائز ہی نہیں ہے پس ضرورت باطن اس کام کے واسطے اس درجہ درکار ہے کہ خشیت اور محبت اور تعظیم و تکریم اوس مالک حقیقی کی ایسی بیج باطن عابد کے سما جائے کہ خیالات فاسد اور صفات ناقص و کاسد سے دل عابد کا بالکل دور و نفور ہو اور بھی باطن اوس کا بجائے ظلمات سماحی کے انوار محبت و طاعت و اخلاص سے سراسر معمور ہو لیکن تفصیل حقائق و دقائق مہلہ ارکان و شرائط و لوازم متعلقہ صلوٰۃ کے پس بیان اجمالی اوس کا یہ ہے کہ طہارت جو کہ شرط اعظم ہے واسطے نماز کے صورت ظاہری تو اوس کی یہی پاکی جائیداد کی جلد بدن ہے لیکن مغز و جان اس صورت ظاہری کے واسطے پاکی دل ہے ساتھ توبہ اور شہیانی کے اور ساتھ مقرب ہونے کے صفات و اخلاق ناپسندیدہ سے کس واسطے کہ حسب طہارت ظاہر و داخل صورت ظاہری نماز کا ہی واسطے دل عابد محل ہے واسطے مغز و جان اور حقیقت اصلی نماز کے پس جس طرح صورت ظاہری طہارت شرط ہے واسطے صورت ظاہری نماز کے کہ حسب طہارت و حقیقت بھی اسکی اور کے مغز و حقیقت کے واسطے شرط ہے لیکن ستر عورت پس غرض ظاہری اسکی یہ ہے کہ جو کچھ عیب و زشتی ظاہر و وجود انسان میں ہے چشم خلق سے اوسکو چھپائے اور غرض مغز و جان اسکی یہ ہے کہ جو کچھ عیب و زشتی باطن انسان میں ہے اور وہ باطن نظر گاہ ہے حضرت

عالم الغیب کا لہذا اوس عیب وزشتی کو چھپانا یعنی نفی ورائل کرنا چاہیے اور صورت اوسکی نفی و سحر و مکر نیکی ہی ہے کہ گزشتہ پریشیمان ہوا و آئندہ غم باخیرم اوس سے باز رہنے کے واسطے کرے اور بھی خجالت و پشیمانہ سے پردہ اوپر اوسکے ڈالے کس واسطے کہ تاب ذنب کے واسطے سخت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمن لا ذنب له فرمایا ہے اور بھی غلبہ شرم و غیرت عیب چھپانے اور شرمانے والے کی طرف متوجہ ہونا شان شامی حضرت ستار العیوب کا اکثر روایات میں آیا ہے لیکن توجہ قبلہ میں غرض ظاہری اوس سے کیسویہ کجبت ہونا صورت ظاہر نماز گزار کا ہے اور غرض منہ کیا ہی روی دل تمام عالم سے پھیر کر متوجہ طرف قبلہ حقیقی یعنی خداوند خالق و مالک حقیقی کے ہونا اور تقوش خیالات این دآن بہان و فلان کا صفحہ سے بالکل دھونا اور ظاہر میں خاصہ کعبہ اسوئے قبلہ توجہ مقرر کیا گیا کہ وہ مقام پاک اصل اور مبدیہ تمام رویے زمین کا کیونکہ تمام زمین اوسی مقام پاک سے نکلا کہ منبسط ہوئی ہے چونکہ خلقت انسان کی خاک سے ہے لہذا بوقت نماز کے کہ وقت رجوع روح و جان انسان کا ہے طرف سبدر اصلی یعنی خالق اپنے کے راجع ہونا جہم ظاہری کا اپنے سبدر اصلی خاک یعنی اس مقام پاک کی طرف ضرور چاہیے تا رجوع و کیسوی ظاہر رجوع و کیسوی باطن پر دلیل ہو اور تواضع ظاہر کا ساتھ باطن کے اس رجوع و کیسوی کامل کے واسطے باعث تکمیل ہو لیکن قیام میں غرض ظاہری اوسکی یہ ہے کہ روبرو اپنے خالق کے سرنگون دست بستہ ساتھ کمال ادب و تعظیم کے غلامان فرمانبردار کی طرح

کھڑا ہوا اور غرض معنوی اسکی یہ ہر کہ تمام حرکات و سکنات سے باز رہ کر بلازم
خدمت یسبیل تقظیم ساتھ اظہار کمال انکسار کے ہو جائے اور اپنے قیام آخرت
کو آگے حق سبحانہ تعالیٰ کے یاد کرے اور خیال کرے کہ روز قیام آخرت
کے تمام اعمال میرے آگے اوس حاکم حقیقی کے وزن و حساب کیسے جائیں گے
اور جانے کہ خداوند عالم الغیب میرے تمام عیوب سے اسوقت بھی قہت
واگاہ ہر پیر اس تفکر و خیال سے کیفیت خشیت اوسکے دل میں پیدا ہوا اللہ
جلشانہ نے اپنے کلام باغت نظام مین اَقِمْوُ الصَّلٰوۃَ فرمایا ہر معنی اقامت
کے کیا مین سیدھا قائم کرنے کے یعنی سیدھا قائم کرو نماز کو پس مراد ظاہر نماز
کے سیدھے قائم کرنے سے یہ ہر کہ ہر عضو مصلی اپنے موقع پر باخل و کجی
جیسا کہ چاہے قائم ہوا ہر ایک رکن نماز کا کجی اوخل سے ساتھ رعایت
کمال ادب کے محفوظ رہے خواہ وہ کجی متعلق دل سے ہو خواہ زبان سے
خواہ اور جوارح سے بعض تفاسیر مین معنی اقامت صلوٰۃ کے اسطرح پر مذکور ہیں

اقامۃ الصلوٰۃ اتمام الركوع و السجود و القيام و القعود و السلاوۃ و الخشوع و الاتقیا
علیہا یعنی قائم کرنا نماز کا پورا کرنا رکوع اور سجود اور قیام اور قعود کا ہر اور بھی
پوری طرح قرات کرنا قرآن مجید کا اور پوری طرح سے عاجزی اور زاری کرنا
اور ڈرنا اور پوری طرح توجہ کرنا تمام پر اور بھی بعض کتب مین بیان معنی اقامت
کا اس طرح پایا ہر اقامۃ الصلوٰۃ المحافظۃ علیہا و علی مواقیہہا و وضو بہا
رکوعاً و سجوداً یعنی مراد اقامت صلوٰۃ سے محافظت ہر اور پر نماز کے
اصولات نماز کے اور طہارت اور رکوع و سجود یعنی شرائط دارکان صلوٰۃ

نماز کے پس اقامت ظاہری نماز کی یہی سب صورتیں ہیں اور اقامت معنوی
 و حقیقی اس کی یہ ہے کہ مصلی اپنے تین جملہ برائیوں اور کجیوں اور خیالاتِ تعلقات
 ماسوا سے دور اور کیسہ کر کے جادہ اطاعت و فرمانبرداری جناب باری پر
 سنجوئی تمام رینخ دم اور ثابت قدم ہو جائے اور اس ہتھکامت میں ایسی
 مضبوطی کے ساتھ ثابت قدمی کرے کہ اصلاً لغزش قدم اس کو نہ ہو لیکن
 دونوں ہاتھ کا نون تک اوٹھانا وقتِ تحریم کے مشعرِ خدام
 کی طرف ہر اول شعری دنیا و مافیہا دونوں سے ہاتھ اوٹھانے کی طرف
 یا یہ کہ دنیا و آخرت دونوں سے اطاعت و فرمانبرداری حضرت حق کو محبوب
 و نذر گتر سمجھ کر تعلقاتِ طرفین سے دست بردار ہونے کی طرف دوسم شعری
 طرف عرض اظہارِ مضمون سمعاً و طاعت کے یعنی جس طرح آلہ سمع گوش ہر اچ
 اغلب اشہر آلات کا روضہ مست سے آلہ دست بندہ طاعت گوش ہر پس
 قریب اور یکجا کرنا ان دونوں آلات کا مخبر و مشعر ہوتا ہے اوپر بہم اور منضم نے
 اور عرض و اظہار کرنے سمع و طاعت کے سوئم یہ کہ دونوں کا نون کے مقابل
 میں دونوں ہاتھ کے لیجانے سے اشعار ہر اوپر روکنے اور بند کرنے راہ گوش
 کے ہر طرف سے یعنی آلہ چشم کو توندہ مومن نے ہر طرف سے روک کر توجہ
 طرف قبلہ کے اور سجدہ گاہ کے کیا تاکہ توجہ نظر ظاہر و باطن کی طرف قبلہ معنوی
 اور سجود اصلی کو یاد دلائے اور باعث توجہ نظر باطن کی طرف قبلہ حقیقی
 کے ہو جائے اب کا نون کا روکنا بھی چاہیے پس ہاتھوں کا دونوں کا نون
 پر لیجانا اشارہ ہر طرف روکنے اور بند کرنے دونوں کا نون کے اور اصل میں

اس سے قطع جملہ تعلقات ماسواہی چارم یہ کہ اگر سر انسان اس طرح پر
 پیدا کیا گیا ہوتا کہ جو وقت انسان چاہتا خود اپنے ہاتھوں سے اوسکی
 گردن پر سے اوتھا کر علیحدہ کر سکتا تو اسل وضع اور اقرب وجہ اوسکے
 اپنے ہاتھ سے اوتھانے کی یہی تھی کہ جس طرح وقت تحریمہ ہاتھوں کو
 سر و گوش کی طرف لیجا یا کرتا ہوا اسی طرح دونوں ہاتھوں کو سر کے اوتھانے کے
 واسطے بھی لیجاتا پس اس طرح بلند کرنا اور قریب سر کے لیجانا ہاتھوں کا واسطے
 اشعار کمال جان نشاری اور فرمان برداری کے ہر تاسر کے پاس لیجانا ہاتھ
 اس وضع خاص پر دلیل ہوا پر سہا بات کے کہ بندہ مومن سر تک نذر کرنے
 کے واسطے حاضر و مستعد ہر یا یہ کہ اپنے سر کہ لا شرف اعضا اور اصل مقرر جگہ
 اور اکثر قوی کا ہر واسطے بجا آوری اطاعت کے دونوں ہاتھوں میں آئے
 لیسا ہر غرض انھیں سب مضامین کا خلاصہ اصل سر ہر معنی تحریمہ صلوٰۃ کا
 لیکن وجہ و جہت و جہی کہنا پس شاعر ہر اور پاس بات کے کہ دل تمام
 عالم سے میں پھیرا اور حق تعالیٰ کی طرف بکلی متوجہ ہوا لیکن اللہ اکبر
 کہنا پس معنی اللہ اکبر کے یہ ہیں کہ اللہ جل شانہ بزرگ و برتری تمام عالم
 اور یہ بزرگی صفت ذاتی اوسکی ہر اور شروع نماز میں اس کمال بزرگی و
 برتری کے مضمون کی یاد کرنے سے مراد یہ ہر کہ اگر اس مضمون کمال بزرگی
 و برتری کو جھوٹ کہتا ہر اور دل سے اظہار نہیں کرتا تو جھوٹ بولنا آگے اپنے
 مالک کے علی الخصوص ایسے وقت خاص میں کمال بے شرمی اور غایت
 نالائقی ہر اور اگر اس کلمے کو سچ جانے کہتا ہر اور اعتقاد بزرگی و برتری اور عالم

دل سے رکھتا ہے تو چاہیے کہ اس مالک بزرگ و بزرگ کے سامنے اور کسی شے کی طرف اشیائی عالم سے کہ ہر شے اور اسکے سامنے انقص و اذل ہے تو نہ کرے نہ سوا اس مالک حقیقی کے کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے بلکہ اصلاً تصور و خیال بھی سبکی طرف نہ لیجائے اور اگر ایسا کر گیا تو سوا خدا کے جسکی طرف انے التفات کیا وہی معبود اسکا ہوگا قال اللہ تعالیٰ افریت من اتخذ الہم سواہ + جبوقت مصلی اللہ اکبر کتنا ہے تو پر وہ پڑ جاتا ہے درمیان اس کے اور شیطان کے اور اوٹھ جاتے ہیں حجابات اس کے اور خداوند معبود حقیقی کے درمیان سے اور نظر رحمت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے خداوند معبود حقیقی طرف اس کے لیکن ہاتھ باندھنا پس مقصود اس سے دست بستہ ہونا ہے بیچ حضور مالک اپنے کے اور بھی اشار ہے اور پر عطل کرنے دونوں ہاتھوں کے جہ اشغال و تعلقات سے لیکن شننا اور لقوذا و لیسلم اللہ اور سورہ فاتحہ پڑھنا پس واسطے عرض و ادائے مراتب حمد و شکر و تعظیم و تکریم لسانی کے اور مکر شیطان سے پناہ مانگنے کے اور دعاے طلب ہدایت کے اور اظہار تخصیص عبادت و استعانت کے ہی چاہیے کہ جس وقت احمد اللہ کہے تو جملہ نعمت نامی الہی کو دل میں خیال کرے تا متصف ہو دل اسکا ساتھ صفت شکر کے اور بھی چاہیے کہ جس وقت ایک نصیب کہے حقیقت اخلاص کی اسکے دل میں تازہ ہو جائے پھر جس وقت اہنا الصراط المستقیم کہے تو کیفیت تضرع و زاری اسکے دل میں غالب ہو اور ساتھ کمال تضرع و زاری کے اپنے مالک سے دولت پرا

طالب ہو صراط الدین الغیت علیہم غیر المغضوب علیہم کہنے میں خیال
 احتیاج و انقباض تہ کو دل میں تازہ کرے راہ نیکی پر چلنے کے واسطے راہ
 بدی سے بچنے کا خوب طرح اندازہ کرے لیکن ضم سورہ کرنا پس بیان
 اوس کا یہ ہے کہ قرأت قرآن نماز میں اس واسطے فرض ہوئی ہے کہ نماز حالت
 مواجبہ کی ہے ساتھ اپنے مالک حقیقی کے اور حالت مواجبہ میں پڑھا جانا اور
 کلام پاک کا گویا واسطے حصول شرف مکالمہ ساتھ مالک حقیقی کے خاص
 کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ مکالمہ عبارت ہے تکلم و استماع طرفین سے پس حصول
 کیفیت مکالمہ اور شرف کامل تکلم کا مملوک و محکوم کو ساتھ مالک حاکم کے
 صرف ایک اپنی ہی عرض و معروض سے ممکن نہیں ہوتا بلکہ اس شرف کامل
 کے حاصل کرنے کے واسطے علاوہ اپنی عرض و معروض کے مالک حاکم کے
 کلمات و ارشادات کے استماع سے بھی شرفیاب ہونا ضروری ہے بلکہ مرتبہ
 اشرف اور درجہ اعلیٰ مکالمہ کا یہی شرف استماع کلمات طیبات حاکم و مالک
 ہے اسی واسطے تلاوت قرآن شریف میں بزرگان دین کے نزدیک اعلیٰ درجہ
 قرأت کا یہ ٹھہرا ہے کہ قاری اس کلام پاک کو باہین تصور و بحاط تلاوت کے
 کہ گویا میں خود خداوند تعالیٰ سے کہ اصل تکلم اس کلام پاک کا ہی اس وقت
 استماع کلام پاک کر رہا ہوں یعنی اصل قرأت خداوند کی طرف سے جانے
 اور اپنے تئیں سامع محض فرض کرے پس اگر اس طرح کا سامع ممکن نہ ہو سکے
 تو اود نے درجہ فضیلت قرأت کا یہ ہے کہ اپنے تئیں قاری اور اس مالک
 حقیقی کو سامع خیال کر کے پڑھے ہر گاہ اس تمام متبذ کو دریافت کیا تو

اب اس بات کا معلوم کرنا چاہیے کہ واسطے حاصل ہونے شرف حاصل استماع کلام مالک حقیقی کے حالت حضوری نمازین ضم کرنا سورہ کا ساتھ فاتحہ کے ضرور چاہیے کہ سورہ واسطے کہ سورہ فاتحہ بلاشبہ کلام حضرت ملک عالم ہی لیکن اس سورہ کو حق تعالیٰ نے خاص بندوں کی زبان سے واسطے اونکی تعلیم کے ارشاد فرمایا ہے اور سیاق و سباق اس کلام کا خاصکہ بطور عرض والتماس بندوں ہی کے آیا ہے پس قراءت سورہ فاتحہ سے لطف خاص تکمل و خطاب یا امر و ارشاد و جواب مالک کا حاصل نہیں ہوتا لہذا ضم کسی دوسرے سورہ کا ساتھ فاتحہ الکتب کے تکمیل صورت مکالمہ اور تحصیل لطف خاص استماع حکم مالک کے نظر سے ضرور ہوا اور اگر اس جگہ کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ سوا سورہ فاتحہ کے اور بہت سی جگہ کلام حضرت ملک علام قرآن شریف میں متضمن سوال جواب و معرض و معروض بندوں کے واقع ہے پس اگر ضم سورہ واسطے حصول لطف سیاق و سباق کلام خاص حضرت ملک علام کے تجویز کیا گیا ہے تو چاہیے کہ سوا سورہ فاتحہ جو جو آیات متضمن معرض و معروض سوال جواب بندوں کے واقع ہیں اون آیات خاصہ کا ضم کرنا ساتھ فاتحہ کے جائز نہ تو جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ جو سوا واسطے تجویز ضم سورہ کے بیان کیا گیا ہے اوس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیات متضمن سوال جواب عرض و معروض بندوں کا ضم کرنا جائز ہی نہ ہو کہ سوا واسطے کہ عدم جواز ایک امر آخر ہی اوس کے واسطے کوئی دھما خاص چاہیے باقی رہا یہ امر کہ آیات متضمن عرض و معروض و سوال و جواب بندوں سے لطف خاص سیاق و سباق کلام

حضرت ملک علام کا حاصل نہیں ہوتا یہ محض خلاف ہر کس واسطے کہ نقل کلام
محکی عنہ سے لطف سیاق و سباق کلام حاکی کا ہرگز مستفود نہیں ہو سکتا
اور سوا سورہ فاتحہ کے جہاں کہیں قرآن شریف میں ذکر کلام اور سوال جواب
نہدوں کا آیا ہے بطور قصہ و حکایت ہی اوسکو مذکور فرمایا ہے پس سیاق و سباق
مجموع اوس بیان کا لطف سیاق و سباق کلام خاص حضرت ملک علام سے
خارج نہیں ہوتا نقل مضمون کلام محکی عنہ لطف سیاق و سباق کلام حاکی کو ہرگز
نہیں کھوتا البتہ سورہ فاتحہ صرف سیاق و سباق عرض و معروض عبادی کے
ساتھ بالاختصاص خاص ہر بیان اسکا بطور حکایت نہیں فرمایا کوئی لفظ اس میں
دال اور پر قصہ اور حکایت کے نہیں آیا لیکن کہنا تکبیرات کا جابجا دریا
نماز کے واسطے اعادہ اور استفادہ اوس فائدہ خاص کے ہر حکایت بیان تکبیر
تحریر میں کیا گیا کیونکہ سناط اوس مضمون کا از اول تا آخر نماز میں نہایت ضروری
سے ہر علی الخصوص ہر رکن کے اول کہ لینا اللہ اکبر کا اس واسطے ضرور ہر
تا دلالت کرے کہ مقصود تعظیم ادا سے ہر رکن سے سوا خداوند عالم کے اور
کچھ نہیں ہے لیکن رکوع پس اشارہ ہر پشت خم ہونے کی طرف بسبب دیکھنے
کمال عظمت و جلال الہی کے علاوہ اسکے چونکہ نماز حالت مواجہہ ہر بیچ حضور
اسیے مالک حقیقی کے اور قرأت فاتحہ ساتھ انضمام سورہ کے اوس میں
واسطے حصول شرف مکالمہ کے ساتھ اوس مالک حقیقی کے مقدر کی گئی ہے ہر
لہذا عقیدت فاتحہ اور سورہ کے رکوع کرنا گویا واسطے اشارت عرف حصول شرف
مکالمہ خاص کے قرار دیا گیا اس واسطے کہ دستور محکمہ ہون اور علاموں کا ایسا

ہو کر تاج رکوع عرض و معروض مخفی کے بطور رکوع تنوذب ہو کر جھکے ہیں
 اور یہ اسلئے درجہ شرف مکالمہ اور مخاطبہ کا واسطے اسکے ہوتا ہے عرض رکوع
 بعد قرات اشعار ہر طرف حصول اس قسم شرف مکالمہ اور مخاطبہ خاص کے
 لیکن قومہ ہیں واسطے دلالت استقامت مصلیٰ کے ہر اوپر طریق تذلل
 وانکسار کے یعنی جھبک کر تو تذلل وانکسار کو ظاہر کیا اور پھر سیدھا کھڑے
 ہو کر اپنے کمال استقامت کو بھی اوپر طریق تذلل وانکسار کے پایہ ثبوت کو
 پہنچا دیا علاوہ اسکے جس طرح جلسہ مابین اسجدین واسطے فرق و امتیاز
 اور سجاوٹ و انداز دونوں سجدوں کے مقرر کیا گیا اس طرح قومہ بعد رکوع
 واسطے فرق اور امتیاز درمیان انحنائے رکوع اور اوس انحنائے جو کہ
 واسطے سجدے کے کیا جاتا ہے قرار دیا گیا چونکہ تعظیم رکوع علاوہ تعظیم سجدہ
 کے تھی اور جھکنا بقدر رکوع کے حرکت سجدہ کے ضمن میں بھی ضرور ہی چاہیے
 ہیں بسبب داخل ہونے قدر انحنای رکوع کے اوس انحنائے میں جو کہ سجدہ کے
 واسطے کیا جاتا ہے انحنائے رکوع کے بعد حاصل لانا قومہ کا مناسب معلوم ہوا
 کس واسطے کہ رکوع درحقیقت نصف سجدہ ہی پس ایک ہی حرکت میں ادا
 کرنا دونوں کا اولیٰ نہیں سمجھا گیا اور حاصل لانے قومہ سے درمیان رکوع و سجدہ
 کے پوری حرکت دونوں تعظیم کے واسطے مستقل طور سے علیحدہ علیحدہ کرنا بہتر
 متصور ہوا لیکن سمع اللہ لمن حمدہ کہنا پس واسطے تذکر اور اقرار
 صفت سمیع مطلق ہونے خداوند عالم لغیب کے ہر اور وجہ اس تذکر اور اقرار
 کی قومہ میں بعد رکوع یہ ہر کہ انحنائے رکوع چونکہ شعرا و حصول شرف مکالمہ

اور مخاطبہ مخفی خاص کے گویا تھا لہذا واسطے دفع وسوسہ اس بات کے کہ جبکہ عرض مخفی کرنا مفید استماع مخاطب اور بیوقت ہو اگر تاہم کہ قریب گوش مخاطب کے کلام مخفی کیا جائے کہنا سمع اللہ لمن حمدہ کا ضرور ہوا اور اقرار اس امر کے کہ خداوند عالم لعیب سمیع مطلق اور دانا ہے خفیات ہر بیشک جملہ حمد و ثناء سے بندہ نماز گزار کو خواہ وہ حمد و ثناء قبیل تسبیح و تہلیل سے ہو خواہ او قبیل سے اپنے سنا اور معلوم کیا لیکن سجدہ پس مقصود اس سے کمال اظہار کیا و تذلل ہر معنی ظاہر تو سجدے کے جھکنے اور سر و پیشانی خاکِ ندت پر گر گرنے کے ہیں لیکن مراد معنوی کیا ہر اختیار کمال تذلل و انکسار جان و دل کے ساتھ اور جاننا اس بات کا کہ اگرچہ چہرہ و پیشانی عزیز ترین اعضا ہر اور سطح خاک و ذلیل تر ہر تمام اشیا سے لیکن بگردنا اسکا اوپر اس واسطے مناسب ہو کہ سجدہ اول وجود انسانی کا سطح خاک ہی تھا اور آخر مرجع بھی اسکا یہی ہوگا اسی مضمون سجدہ و مرجع کے لحاظ کے واسطے دو سجدے پیادے تجویز کیے گئے پس چاہیے کہ اس خیال سے کبر و غرور کو دفع کرے اور اپنی حقیقت کو پہچانے تاکہ بمقتضائے عزامی من عرف نفسه فقد عرف ربه کمال معرفت خداوند اسکو حاصل ہوا اور بھی خداوند محسن حقیقی کے کمال انعام و اکرام کو اپنی حقیقت اصلی کے خیال کرنے سے پہچانے اور شرم کرے اور سکے کمال احسانات اور اپنے کمال مقصورات سے سجدہ دوم بعد ایک سجدے کے واسطے شکر نعمت عبادت اور حصول کمال سعادت کے بھی ہر اور بھی سجدہ مکرر ابن آدم کا بیچ نماز کے مخالفت و توہین ہر واسطے شیطان لعین کے

کہ اسے ایک بار سجدہ کرنے سے بھی عذر و انکار کیا تھا لیکن تسبیحات
 رکوع و سجود پس مقصود اسے اقرار کمال پاکی و بزرگی اوس معبود مطلق
 سجود بحق کا ہی چونکہ حالت رکوع و سجود مخصوص ہی واسطے اظہار کمال تذل
 و انکسار کے لہذا ساتھ اظہار کمال تذل و انکسار اپنے کے اقرار کمال عظمت
 و پاکی خداوند معبود و سجود کا بھی ضرور ہوا امر تسبیح ساتھ صفت لفظ عظیم کے
 سورہ اسحاق میں آیا ہے اور امر تسبیح ساتھ صفت لفظ اعلیٰ کے سورہ سج اسم
 ربک میں ارشاد فرمایا ہے پس یہ دونو تسبیحین واسطے امتثال ہر دو فرمان
 حضرت ملک منان کے رکوع و سجدے میں داخل کی گئی ہیں چونکہ رکوع واسطے
 تعظیم کے تھا لہذا جملہ تسبیح اول یعنی تسبیح متضمن لفظ عظیم ساتھ اوسکے خاص
 کیا گیا اور چونکہ سجدہ اعلیٰ درجے ادا کے تعظیم و تکریم اور اظہار تذل و انکسار
 کا تھا لہذا تسبیح متضمن صفت اعلیٰ کو سجدے کے ساتھ اختصاں دیا گیا لیکن
 قہرہ پس حکم اسکا مشعر ہی اور حصول عزت کے بارگاہ خداوندی
 یعنی تسلیم و تعظیم اور اور جو کچھ امت ادب ادا کے لئے سب مقبول ہو
 اور اجازت نشست کی حضور میں حاصل ہوئی لیکن تشہد پس مشعر
 اور حصول شرف شاہدہ کے گویا معراج المؤمنین ایک کو کتنا چاہیے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بوقت مرتبہ قرب معراج میں حاصل ہوا تھا تو بالہام
 ربانی آپ نے کلمہ التیات لعلہ والصلوات والطیبات کو عرض کیا تھا
 جواب میں جناب اقدس الہی سے ارشاد ہوا تھا السلام علیک ایہا النبی
 ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر آنحضرت نے واسطے شامل کرنے اپنی تمام است کے

اوس رحمت خاصہ میں عرض کیا تھا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
بعد اوسکے فرشتوں نے اشدان لا الہ الا اللہ و اشدان محمد عبدہ و رسولہ
کہا تھا پس چونکہ مکالمہ آنحضرت کا ساتھ اپنے پروردگار کے اوس حال
کمال قرب میں اسطرح پر واقع ہوا تھا اور غایت مرتبہ قرب اور تمام مومنین کے
واسطے نماز سے زیادہ نہیں ہوا اسسواء اسطے معراج المومنین صفت صلوۃ
میں آیا ہی لہذا واسطے کمال اتباع آنحضرت کے اور بھی واسطے درپوزہ و
اقتباس کے اون مراتب برکات سے جو کہ قرب خاص میں آن حضرت^۴
کو حاصل ہوئے تھے حکم تکلم و لفظ ساتھ بخین کلمات اور جملہ ہائے خاصہ
کے کیا گیا لیکن درود پڑھنا پس اول تو پڑھنا درود کا بسبب اپنے
ذکر آن حضرت کے واجب ہوا دوم یہ کہ پڑھنا اور غنیمت کرنا درود کا باعث قبولیت
عمل ہوا کرنا ہی لہذا اس نظر سے بھی ضم کرنا درود کا ضرورت تھا سو ہم یہ کہ بعد حصول
اون تمام برکتوں اور بزرگیوں کے جو کہ اسے صلوۃ سے حاصل ہوئیں
بنظر تذکر کمال احسان آنحضرت^۵ کے کہ یہ تمام مراتب اور برکات آنحضرت^۶
ہی کے طفیل سے انسان کو حاصل ہوئے بھیجنا درود کا ضروری کھٹرا چہا ہم
یہ کہ چونکہ خارج ہونا نماز سے رجوع کرنا ہی مواجہہ خالق سے طرف تمام مخلوق
کے لہذا قبل مواجہہ اور تمام مخلوقات کے رجوع طرف آنحضرت کے
کرنا اور شرف آنحضرت^۷ کے فیوض خاص سے ہونا مناسب ہوا کیونکہ
ذات فیض آیات آنحضرت کی واسطہ ہی درمیان خالق اور مخلوق کے اور
سب سے پہلے رجوع و توجہ آنحضرت کی طرف چاہیے لیکن عا کرنا

بعد روہ کے واسطے اپنے اور والدین اپنے کے اور اور ذوی الحقوق اور مومنین اور مومنات کے پس وجہ اسکی ادل یہ ہے کہ وقت باریابی حضور بادشاہ میں بعد ادا کے جملہ مارج تعظیم و تکریم اور منج و ثنا اور داب و آداب معینہ ضروری اور عرض و اظہار کمال ضراعت اور اقرار اور عجز و انکسار کے التماس و گزارش مقاصد و حاجات ضروریہ کا بھی موقع ہو اگر تاہی پس چاہیے کہ ایسے موقع خاص باریابی میں مشرف و کامیاب ہو کہ صرف خود مطلبی ہی پر کمر نہ باندھے بلکہ اور تمام بھائیوں اور بھینوں اور ذوی الحقوق کو بھی وہاں ضرور یاد رکھے اور بادشاہ باذل و رحیم کو متوجہ طرف اپنے پاکران سبکے واسطے آئندہ سفارش ہو ورنہ یہ کہ دستور درباروں کا ایسا ہوا کرتا ہے کہ حضور سر لوگ باہر گیر حفظ الغیب اور اعانت ایک دوسرے کی کیا کیا کرتے ہیں اور یہ امتیاز اور تائید حفظ الغیب باہر گیر کے بنظر شہادت اعانت ایک دوسرے سے ہر برابر ملحوظ رہا کرتی ہے لہذا دعا کرنا تمام صلوٰۃ پر جملہ مومنین و مومنات کا واسطے ایک دوسرے کے گویا اسی آئین درباری کی رو سے مقرر کیا گیا ہے تا جملہ ارباب حقوق اور انبامی جلس وقت اپنی اپنی حضور ہی اور باریابی خاصہ کے تائید و سفارش ایک دوسرے کی برابر کرتے رہیں اور سطح پر سفارش کرنا ہر ہر واحد کا جدا جدا موجب فریضہ تائید ہو واسطے ایک دوسرے کے اور بھی باعث ازدیاد و محبت کا اور میان مسلمانوں کے برابر ہوتا ہے سو یہ کہ روز موعود وقت حضور ہی خاص میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین فرمایا بندگان نبی نفع کو اس وقت بھی دل سے نہیں نکلا

لہذا یاد رکھنا انبا کے نفع کا اور طلب تحصیل افضال و مراحم اور مطالب و مرادات خاصہ میں اپنے ساتھ شریک کرنا اور کا طریق سنت سنۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھٹہ اور ضرورت اتباع آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سب امتیون کو بھی ادا کرنا اور سکا مناسب ہوا چارم یہ کہ عبادت نماز عمدہ حقوق خالق و مالک حقیقی سے ہو لہذا وقت اتمام اس عمل کے ہند کا ادا اسے حقوق مخلوق بھی اسی منعم و دستگیر حقیقی سے کرنا مناسب ہو کس واسطے کہ بعض حقوق مخلوق حقوق خالق سے بھی زیادہ تراشد اور باعث ابتلا اور خرابی بندہ زیادہ از حد ہوا کرتے ہیں اور واسطے ادا ادا ان حقوق کے علی انھوں مے ہوئے ذوی الحقوق کے حق میں دعائے مغفرت سے بڑھ کر کوئی عمل مفید اور مناسب تر نہیں ہوتا لیکن سلام کے ساتھ خارج ہونا نماز سے پس وجہ اسکی یہ ہو کہ نماز موابجہ اور حضوری خاص ہو پس خروج اوسے اور رجوع طرف مخلوق کے ساتھ لفظ سلام کے چاہیے اور اس میں اشارہ اس بات کی طرف کہ حضوری نماز وقت کمال محویت کا اور قطع تعلق کا ہو اس عالم سے پس خارج ہونا نماز سے اور رجوع کرنا طرف ماسوا کے گویا از سر نو داخل ہونا ہر اس عالم میں لہذا ابتداء سے رجوع و موابجہ ساتھ بدایت سلام کے چاہیے فائدہ نماز کامل و اشمل جملہ انواع عبادات انسان ہو بلکہ اشمل کامل ہو اور پسائر انواع عبادات دیگر جملہ انواع مخلوقات کے لیکن اکمل و اشمل جملہ انواع عبادات انسان ہونا اسکا یہ ہو کہ جملہ طرق عبادات فرعی و اس میں جمع کیا گیا ہو طہارت استقبال قبلہ ذکر تسبیح تہلیل درود و عاب یہ سب

اعمال و افعال نماز میں بالبدن و داخل و شامل ہیں بلکہ صوم و صلوٰۃ ججوزکوة
 و عباد بھی اس عبادت سر اسعادت میں بالیقین داخل ہیں بیان اسکا
 یہ کہ روزہ کیا چیز ہے روکنا نفس کا کھانے اور پینے اور مباشرت کرنے سے
 سو نماز میں نہ کھانا نہ پینا بلکہ نماز میں تو روزے سے بھی زیادہ حکم اسکا کہ
 کیا گیا ہے کیونکہ روزے میں سونا اور بات کرنا اور سوا کھانے پینے مفطرات
 صوم کے اور تمام حرکات و سکنات اور امور جائزہ کا کرنا محض ہوتا ہے اور نماز
 میں ان تمام امور سے ایک بھی جائز نہیں بلکہ حفاظت کرنا انکھ کا اتفاق ہے
 غیر کے اور زبان کا سوا کے ذکر ایزدی اور تلاوت قرآن مجید سے اور پانوں
 کا چلنے سے اور ہاتھ کا داد و ستد سے لازم ہے یہاں تک کہ دل کو خطرات
 سے روکنا چاہیے اور علی ہذا القیاس حج عبادت ہے جن چیزوں سے وہ سب
 چیزیں بھی گویا نماز میں داخل و موجود ہیں یعنی تحریم اسکا بتدریج احرام کے ہے
 کو واسطے کہ احرام و تحریم دونوں سے اشتغال اور استعمال اکثر سباحت کا
 ناروا ہو جائے کرتا ہے اور استقبال قبلہ جسکے خیال سے شخص مستقبل گویا موجب
 بیت معظم کا حاصل کیا کرتا ہے بحکم طواف کعبہ شرفہ کے ہوتا ہے اور قیام سجدے
 وقوف عرفات کے ہے اور رکوع و سجود وغیرہ حرکات مثل سعی صفا و مروہ کے
 اور بھی زکوٰۃ اسواسطے داخل نماز ہے کہ سامان شرعوت یا اہتمام طہارت کے
 واسطے جو کچھ صرف ہوا کرتا ہے وہ سب صرف صرف واسطے رضا مندی
 حضرت حق کے مثل صرف زکوٰۃ کے ہے اور وقت نماز اپنے نقد اوقات
 کو واسطے بجا آوری حکم خدا کے صرف کرنا یہ بھی گویا صرف اللہ میں داخل ہے

اور بھی حیطہ زکوٰۃ میں چند درہم کسی فقیر کو دینے سے آسائش دنیوی سبکو حاصل ہوتی ہو اس حیطہ دعا کرنا بیع نماز کے جملہ مومنین و مومنات کی واسطے باعث اونکی آسائش اخروی کا ہوا کرتا ہے اور جہاد اس واسطے داخل نماز ہے کہ وضو کرنا مثل زرہ پہننے کے ہے اور اس واسطے محافظت کے و سوا شیطانی سے اور اجتماع بیع منائی اور رمی حبرات اور امام کا مثل سردار لشکر اور مقتدیوں کا مثل شکر تیچھے امام کے صف باندھے ہوئے قدم مضبوط کیے ہوئے کھڑا ہونا یہ سب امور و افعال مناسبات جہاد سے ہیں جہاد میں لڑائی کفار کے ساتھ ہوتی ہے اور یہاں لڑائی نفس کافر کے ساتھ ہے جہاد میں نظرو منظر ہونے سے مال غنیمت ملتا ہے اور یہاں جہاد امام بعد اتمام سلام پھیرتا ہے تو دولت افضال حضرت ذوالجلال سبکو تقسیم ہوتی ہے پس اگر مومن نماز ساتھ استی اور درستی کے بجالایا تو گویا بحالت عدم استطاعت بھی ادا کج وزکوٰۃ ادا کرنے کیا اور با وصف عدم قدرت و طاقت بھی روزہ رکھا اور بلا صرف قوت و شجاعت بھی گویا جہاد کیا جیسا تک تو بیان عبادت نماز کے شامل جملہ انواع عبادات نوع انسانی ہونے کا کیا گیا اب شامل دیگر سائر انواع عبادات جملہ انواع مخلوقات ہونے کا بیان بھی سن لینا چاہیے۔ واضح ہو کہ قعود یعنی بیٹھنا عبادت ہے جہاد کی اور قیام عبادت ہے نہایت کی اور رکوع عبادت ہے چہ زندہ حیوانات کی اور سجود عبادت ہے حشرات الارض کی اور ذکر عبادت ہے انواع طیور کی اور شاہدہ میں ستغریق ہونا عبادت ہے فرشتوں کی

حوال سب عبادات انفع مخلوقات کی صورت بلکہ حقیقت نماز میں داخل
 ہر پس محل غور ہو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے کیسا احسان عظیم بظہیر آل ان حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اس امت مرحومہ پر کیا ہوا اور کیسی عبادت جامع جملہ اقسام عبادات
 کے ساتھ شرف کمال تمام مخلوقات پر اسکو دیا ہوا فسوس ہزار فسوس کہ الہی
 نعمت غلطی اور دولت بے انتہا کی اصلاح ہم قدر نہیں کرتے اور ترک نماز سے
 یا محض بے پروائی کے ساتھ اس کے ادا کرنے سے کچھ ذرا بھی نہیں ڈرتے
 درحقیقت مثال ہماری مثل اوس کو یا ورزاد کے ہو جسکو تمام عمر میں کبھی اتفاق
 دودہ یا شیر بنج چکھنے کا نہیں ہوا تھا اور کسی شخص نے کبھی کھلانے کا وعدہ
 اوس سے کیا اسے پوچھا کبھی کیا چیز ہو اسے کہا کہ دودہ کی ہوتی ہو اسے
 کہا دودہ کیسا ہوتا ہو اسے کہا سفید ہوتا ہو اسے کہا سفید کیسا ہوتا ہو اسے
 کہا جس طرح بگلا اسے کہا بگلا کیسا ہوتا ہو اسے بگلے کے منہ اور گردن کی طرح
 ہاتھ کی قطع بنا کر اس کے سامنے کیا اور کہا کہ اس قطع کا ہوتا ہو اندھے نے
 اپنا ہاتھ اوس پر کھیر کر کہا کہ یہ تو بڑی پیڑھی کھیر ہو میرا حق ہی پھاڑ ڈال لی پس سطر
 ہم بھی اپنی کور باطنی کے سبب سے نماز کے حسن و خوبی کو اصلاح نہیں سمجھتے
 گو کتنا ہی حضرت شارع نے سمجھایا اور بزرگان دین نے سبق تعلیم برابر ہو
 پڑھایا مگر ہم کھیر کو سوا پیڑھی کھیر کے کچھ نہ سمجھے اور اصلاح حسن و خوبی سے اس
 نعمت عظمیٰ کی واقف نہ ہوئے **فائدہ** نہایت شکر کا مقام ہو کہ
 خداوند رحم الراحمین نے آیہ کریمہ **فویل للصلین الذین ہم عن صلواتہم ساهون**
 میں سجاے عن لفظ فی نہیں فرمایا کہ اگر صرف فی کے ساتھ یہ آیت نازل

ہوتی تو یہ معنی ہوتے کہ خرابی ہو اور نمازیوں کی جو انتہی نماز کے اندر
غفلت کرتے ہیں یعنی حضور قلب سے ادا کے نماز نہیں کرتے پس اگر خدا عالم
اس طرح ارشاد فرماتا تو اس وقت کیسا اشکال ہوتا اور صرف نماز صورت
نقلی محض کا پڑھنا ہمارا خود ہمارے واسطے کس درجہ ایکٹ بال ہوتا لیکن
خداوند ارحم الراحمین نے اس نقل محض کے ادا کرنے میں بھی ایسا
بہبود ہمارے واسطے رکھی ہو بشرطیکہ اس نماز صورت محض کو ساتھ نگہداشت
شرائط ظاہری کے اچھی طرح ادا کریں اور ریا وغیرہ کو اس میں دخل نہ دین باقی
رہا اصل فائدہ نماز کا اور حاصل ہونا اس کے منافع خاصہ اور برکات عظمیٰ کا
وہ موقوف ہوتا ہو اور اس بات کے کہ جس طرح جسم ظاہر بندہ متوجہ طرف
خداوند کے ہوتا ہو اور صورت تبدل و التقدیر کو ظاہر کرتا ہو اور محیط دل بھی اسکا
متوجہ اور مطیع و متقاد ہو جائے اور سوا اطاعت و التقدیر اور طلب رضا کے
خداوند معبود حقیقی کے دوسرے کسی مقصود کو ہرگز خیال میں نہ لائے فرمایا ہو
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قبول فرماتا ہو اللہ تعالیٰ نماز
بندے کی جب تک کہ نہ شاہدی دے بچ نماز کے دل اسکا حبشیہ شاہدی
دیتا ہو بدن اسکا اور بھی آدمی ہمیشہ نماز پڑھتا ہو اور نہیں لکھا جاتا ہو سون
حصہ اسکا جو وقت کہ غافل ہوتا ہو دل اسکا اور منقول ہو بعض روایات
کہ بندہ جو وقت واسطے نماز کے کھڑا ہوتا ہو تو درود برہمان کے ہوتا ہو اور جب
وہ کی طرف التفات کرتا ہو تو حق تعالیٰ فرماتا ہو کہ کسی طرف متوجہ ہوتا ہو
اگر ابن آدم کیا کوئی مجھے بہتر ہو کہ تو میری طرف متوجہ ہوا نماز پڑھ لے

کہ دور کرے ہوا اور خواہش تیری کو بیٹے ماسوے اللہ کو دل سے بھلا کرے
 و حقیقت قابل قبول حضرت علام الغیوب وہی نمازی جو کہ توافقی ظاہر و باطن
 کے ساتھ ادا کیجائے رہی نماز ظاہری محض ترتب اصل فوائد عظمیٰ اور نفع
 خاصہ کبرے کا تو اوپر معلوم لیکن اگر وفور مراحم خداوندی سے واسطے سقوط
 فرضیت اور رفع جرم عظیمہ ترک صلوٰۃ کے بھی یہ ہماری نماز صورت ظاہری
 محض کفایت کرے تو بہت غنیمت ہو بلکہ فوز عظیم اسکو سمجھنا چاہیے ۔
فائدہ سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ فرقوں کا ذکر فرما کر
 خبر انکی بلنظ اولیٰ فی جنات مکرّمون و فرمائی ہو یعنی یہ آٹھوں گروہ بہشت
 میں بہ تفاوت درجات بحسب مراتب اعمال اپنے کے تعظیم و تکریم کے ساتھ
 عیش و عشرت میں رہینگے پس ان سب فرقوں میں تشریف نمازیوں کی نظر
 بنزدیکید و بار بار شاد فرمائی ہو اور سر دفتر آٹھوں گروہ کا گویا انھیں کو مقرر کیا
 ہو پہلی آیت توصیف نماز گزاروں کی یہ ہو الذین ہم علیٰ صلوٰۃ ہم دائمون
 یعنی وہ نماز گزار جو کہ اپنی نماز پر مداومت کرتے ہیں مفسرین مداومت کے
 معنی کے بیان میں بہت کچھ لکھتے ہیں مگر مختصر بیان مداومت کا مناسب
 اس مقام کے یہ ہو کہ مراد مداومت سے ہمیشہ بجالانا اور قضا کرنا نماز کا ہر علاوہ
 اسکے نماز کے وقت سے پہلے تیاری کرنا یعنی وضو اور ستر عورت اور پاک لباس
 کا انتظام اور بھی تلاش سمت تبدل اور جاے پاک یا سجادہ نماز کا استہام
 پہلے سے ملحوظ رکھنا تاکہ نماز کا وقت آجانے پر تلاش و استہام میں ان امور
 وقت نماز کا تنگی اور گروہ نہوجائے یہ بھی حکم مداومت ہی میں ہو اور

بھی حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ نماز کے لیے انتظار کرنا حکم نماز میں ہوتا ہے
 یعنی جب قدر زمانہ انتظار میں زمین گذرتا ہے اور سکا ثواب بھی ثوابِ ادا سے
 نماز ہی میں محسوب ہے پس صورتِ مداومت اشتغال نماز کی ان سب وجوہ
 بھی ثابت ہوئی والا آدمی کے مقدور سے نہایت دور ہے کہ مدام معنی ہر خطہ و
 ہر آن نماز ہی میں مشغول رہے دوسری آیت توصیف نماز گذران کی ہے
 والذین ہم علی صلوٰتہم یحافظون یعنی وہ لوگ جو اپنی نماز پر محافظت کرتے
 ہیں محافظت سے غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ نماز کے شرائط و آداب و زعفران
 و واجبات و سنن و استحباب کو خیال رکھے اور بجالائے اور بھی رعایت ان
 امور کی کہ جنبہ تکمیل نماز کی ہوتی ہے اور بھی استحقاق اس کے ثواب کامل
 حاصل ہونے کا ہوتا ہے بخوبی کرے تصریح جملہ شرائط و لوازم صلوٰۃ کی کتب فقہ
 میں موجود ہے بمقتیق حقیق کتب فقہ سے جملہ خبریات صلوٰۃ پر بخوبی مامور
 نظر رکھنا چاہیے کہ داخل ہونا چہ زمرہ محافظان صلوٰۃ کے بدون اسکے
 ممکن نہیں ہے مثلاً تعدیل ارکان یعنی ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا جملہ ارکان کا لازم ہے
 پس کاظم رکھنا اسکا ہر ایک مصلیٰ کو ضرور چاہیے اگر آدمی نماز میں ایسی جلدی
 کرتے ہیں کہ رکوع اور سجود اچھی طرح نہیں ادا ہوتے اور رکوع کے بعد
 سیدھا کھڑے ہو کر نہیں ٹھہرتے اور دونوں سجدوں کے درمیان میں
 اچھی طرح نہیں بیٹھتے لیتے ایسے جلد جلد سجدے کیا کرتے ہیں کہ کو یاد دہام
 ترک کوٹتے ہیں سو اتنی نماز کو مباح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 نے پھر دوبارہ پڑھوایا ہے ایک شخص نے نہایت مختصر صلی اللہ علیہ وسلم

کے نماز پڑھی اور اوس میں تعدیل ارکان نہیں کی بعد فراغ نماز حضرت نے اوس سے فرمایا قم فضلی فانک لم تسئل یعنی تو نماز پھر پڑھا اس واسطے کہ تحقیق تو نے نماز ادا نہیں کی اوس شخص نے پھر اوس طرح نماز پڑھی حضرت نے پھر وہی حکم اعادہ نماز کا فرمایا اسی طرح تین بار اوس نے نماز پڑھی ہر دفع نماز کے بعد آپ نے یہی فرمایا کہ تو نماز پھر پڑھ کیونکہ تحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی ہر چوتھی دفعہ اوس شخص نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو ہدایت فرمائیے کہ کس طرح نماز پڑھوں فرمایا کہ جس وقت تو رکوع کرتا ہو اوس وقت خوب اطمینان سے ٹھہر اور جس وقت رکوع سے سر اٹھاتا ہو اوس وقت خوب طرح سیدھا ہو کر اطمینان سے کھڑا ہو پھر جبکہ سجدہ کرتا ہو تو سجدے میں بھی خوب اطمینان کے ساتھ ٹھہر اور جب سجدے سے سر اٹھاتا ہو تو دونوں سجدے کے درمیان میں خوب اطمینان کے ساتھ بیٹھ اور دوسرے سجدے میں بھی اطمینان کے ساتھ ٹھہر درمیان میں تعدیل ارکان اور قومیہ اور جلسہ سب کو واجب لکھا ہے پس واجب کے ترک ہونے سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے یعنی دوسرا نماز کا واجب ہونا اور روایت کی بخاری اور مسلم نے کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اقیما رکوع واجود فواللہ انی لارکلم من بعدی یعنی سیدھا رکوع اور سجدہ کو یعنی ٹھہر کر رستی اور درستی کے ساتھ ادا کر و جلدی نہ کر پس قسم ہے اللہ کی تحقیق میں دیکھتا ہوں تجھے سے لینے ازارہ معجزے کے اور کبھی روایت ہے بخاری اور مسلم سے کہ تھا رکوع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سجدہ اٹکا اور بیٹھنا اور کھانا دونوں سجدوں کے درمیان میں اور جس وقت کہ سیدھے

ہوتے تھے رکوع کے بعد برابر یعنی توقف فرمنا آپ کا ان چاروں چیزوں
میں قریب برابر کے تھا یعنی قیام کو اوسمین قراوت کرتے ہیں دسار ہوتا
تھا اور بھی قعود کو اوسمین التحیات پڑھتے ہیں دسار ہوتا تھا اور باقی ارکان
رکوع اور قعود اور سجدہ اور جلسہ مرتبہ مساوات میں یعنی اڑھوے مقدار
زمان قریب برابر کے ہوتے تھے اور قیام و قعود میں زیادہ دیر تک رہنا
آپ کا نفل نماز میں ہوتا تھا نہ جماعت میں شرح منیۃ المصلیٰ میں لکھا ہے کہ تعادل
ارکان یعنی ہر رکن نماز میں اتنا ٹھہرنا کہ سب اعضاء اپنے اپنے ٹھکانے میں
آجائیں فرض ہے نزدیک امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اور واجب ہے
نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے اور دوسری روایتوں
میں آیا ہے کہ منس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرنے سے شل
ٹھونک مارنے جانور کے اور بچھانے ہاتھ سے درندے کی طرح اور یہ کہ جبکہ
مقرر کر رکھے آدمی مسجد میں جیسا کہ مقرر کر رکھتا ہے اونٹ ٹھونک مارنا جانور
کی طرح یعنی سجدے سے سر جلد اٹھالینا جس طرح جانور دانہ اٹھانے
کے وقت جلدی سے چونچ زمین پر مار کر اٹھالیتا ہے اور بچھانا ہاتھ کا درندے
کی طرح یعنی سجدے کے وقت پونچے ہاتھ کے زمین پر بچھانا جس طرح درندے
جانور ہاتھ بچھا کر بٹھتے ہیں مثل کتے بٹیرے وغیرہ کے بلکہ سجدے کے وقت
کھینچاں اور پونچے زمین سے جدا اور اونچے رہنا چاہئیں اور یہ کہ جبکہ نماز
مقرر کر رکھے مسجد میں نماز کے لیے اور سوا اپنے اور کسی کو وہاں نہ بیٹھے
جس طرح اونٹ اپنی جگہ مقرری کے سوا اور کھینچیں ٹھیکتا ہمارے علی

تزدیک یہ بات مکر وہ ہے کہ نماز کے واسطے ایک جگہ خاص مقرر کرے اور
 روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے کہ
 فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لایحزنی صلوۃ الرجل حتی یتیم ظہرہ فی رکوع
 والسجود یعنی نہین کفایت کرتی اور نہین قبول ہوتی نماز آدمی کی یہاں تک
 کہ سیدھی کرے بیٹھ اپنی رکوع اور سجدے میں اور فرمایا کہ نہین ویکھت
 اللہ جل شانہ بنظر رحمت طرف نماز اوس بندے کے کہ نہین سیدھی کرتا
 اوس میں بیٹھ اپنی وقت رکوع کے اور سجدے کے سو بڑی نادانی کی بات ہے کہ
 کہ آدمی وضو کرے اور محنت اور صرف اوقات کرے اور اسی غفلت اور
 کاہلی سے نماز ایسی پڑھے کہ پڑھنا نہ پڑھنا اور سکا برابر ہو علیٰ ہذا القیاس بعض
 اشخاص کا یہ دستور ہے کہ قیام میں جو سورت پڑھی گئی اور کالفاظ اخیر رکوع میں
 جا کر تمام کرتے ہیں اور بعد تمام رکوع کے یعنی دونوں سجدوں کے بعد قیام
 کے واسطے جب اٹھنے لگتے ہیں تو سورہ فاتحہ کا پڑھنا اوس وقت سے
 شروع کر دیتے ہیں یہ امور سرقہ نماز میں داخل ہیں امام مالک و امام احمد
 روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوۃ الناس ستر
 الذی یسرق من صلوۃ یعنی بہت برا آدمیوں کا چوری میں وہ آدمی ہے جو اپنی
 نماز میں سے چور ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں چوری کرنا
 کیا آپ نے فرمایا کہ نماز کی چوری یہ ہے کہ رکوع و سجدہ کو پورا نہ کرے یعنی رکوع
 اور سجدہ اچھی طرح سے ادا نہ کرے اور رکوع کے بعد اچھی طرح سے کھڑے نہ ہو اور
 سجدوں کے درمیان میں اٹھ کر اچھی طرح نہ بیٹھے واضح ہے کہ ہر نماز کا

مال کے چور سے ایسے مبرا ہو کہ مال کا چور آنے والا دنیا میں تو اوس سے
 فائدہ اوٹھاتا ہو باقی رہا معاملہ عقیقہ عقیقہ کے واسطے کبھی سنجو ابھی لیتا ہو یا
 ہاتھ اوسکے کاٹے جاتے ہیں پس نجات پاتا ہو عذاب آخرت سے نجات
 نماز کے چور کے کہ وہ چور تا ہو حق نفس اپنے کا ثواب سے اور عوض میں
 اوسکے لیتا ہو عذاب کو اور سوا عذاب کے اور کچھ ہاتھ نہیں لگتا خداوند تعالیٰ
 تمام نمازیوں کو پوری نماز ادا کرنے کی توفیق دے اور عذاب دزدی نماز سے
 بچائے **فائدہ** نمازی کو لازم ہو کہ قیام میں نظر اپنی مسجد سے کی جائے
 رکھے مگر حرم مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کی طرف نظر کرنا چاہیے نقل کرتے ہیں کہ جناب
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے وقت پیشتر آسمان کی طرف نظر
 کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے جب آیہ قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوٰتہم
 خاشعون نازل ہوئی تو آپ نے موضع سجدہ میں نظر فرما شروع کیا پھر جب
 رکوع کرے تو نظر پشت پا پر رکھے اور دونوں زانویوں کو مضبوط کرے
 کہ اوٹگیان ہاتھ کی ایک دوسرے سے ملی ہوئی نہ رہیں اور حدیث شریف
 میں آیا ہو اعطوا کل سورۃ حقنا من الركوع واسجدو یعنی لمجاۃ قدر طول قیام و قرات
 نماز کے رکوع اور سجدہ میں طول کرنا چاہیے اور قرات میں ترتیل چاہیے
 یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا استقدر تو ہو کہ حرف حرف جدا جدا جاسے اور رکوع
 اور سجدہ میں ادنیٰ وجہ اتنا ٹھہرنا تو ضروری چاہیے کہ سب اعضا پر
 ٹھکانے پر آجائیں ان سب امور پر کمال کرنا مقتضیات مہارت و مہارت
 جو بعض اشخاص قرات میں ایسی غلطی کیا کرتے ہیں کہ ہر حرف متعل میں نہیں آتا

کہ فاتحہ اور سورے کو انھوں نے پورا پڑھا ہو گا ایسی جلدی ہرگز جائز نہیں ہے اور واضح
 ہو کہ اقل جو صوم قرأت سورہ کا بعد سورہ فاتحہ کے یہ ہے کہ ایک چھوٹی سورہ مثل
 سورہ کوثر کے یا تین آیتیں چھوٹی جیسا کہ تم نظرۃ ثم عبس و بسرۃ ثم ادبر و استکبر
 یا ایک آیت بڑی بقدر تین آیت چھوٹی کے پڑھے اور بھی بخفی نہ ہے کہ جو امور مستند
 و مکروہات نماز میں ان سب امور سے نماز میں احتیاط رکھنا ضروری ہے چونکہ اکثر علوم
 کما فی مسندات و مکروہات سے بچنے کا کثر رکھا کرتے ہیں بلکہ تفصیل مسندات و مکروہات
 سے بخوبی واقف بھی نہیں ہوتے لہذا بیان کر دینا مسندات و مکروہات
 نماز کا اسباب پر مناسب سمجھا گیا بیان مسندات صلوٰۃ کھانا پینا کام کرنا اگرچہ
 سے ہو سلام کرنا کسی پر قصد اجاب سلام دینا قصد نہ ہو خواہ سو آہ اُف وغیرہ الفاظ
 غم و الم کسی مصیبت کے سبب نہ سے نکالنا اگر یہ ساتھ آواز کے کسی مصیبت پر یعنی سوا
 خیال بہشت و دوزخ اور خیال خوف خدا کے کرنا قرآن شریف دیکھ کر
 قرأت کرنا بغیر عذر کے کھانا سنا جواب چھینک کا ساتھ احمد لہند کے اور
 جواب کسی مصیبت کا یا امر خوشی یا الم تعجب کا ساتھ انا لہند اور احمد لہند کے
 اور سبحان اللہ کے دینا سوا امام کے اور کسی کو سو قرأت بتلانا محل تحسین
 سجدہ کرنا مقدمہ بالغ یعنی ایسا زور سے ہنسنا مصلی بالغ کا کہ دوسرا شخص آواز
 اوسکی سن لے مسند نماز اور وضو و نون کا ہے اور جو خیر آدمیوں سے طلب
 کر سکتا ہے خداوند تعالیٰ سے نماز میں بکرا عمل کثیر کمال شہادہ کہتے ہیں جہن و نون یا تمکو
 دخل ہو یا نحو مصلی اوس عمل کو عمل سنانی صلوٰۃ چہ بیان مکروہات صلوٰۃ بدل
 یعنی سر پر یا کندھوں پر چادر وغیرہ ڈال دینا کوئی ایسا کی طرف لٹکانے رکھنا

چھپا کر نماز پڑھنا گردن پھیر کر اور حرا و دھر دیکھنا مرد کا بالون لمبیٹ کر چوڑہ وغیرہ
باندھ کر نماز پڑھنا اور نگلیان چٹخانا بدن خواہ کپڑے کے ساتھ بائسی کرنا کپڑے کا
نماز میں درست کرنا یا گردوغبار کے سبب سے سیٹنا کمر پر ہاتھ رکھنا سجدہ
میں دونوں بازو بچھانا آسمان پر نظر کرنا خاک دور کرنے کے واسطے نماز میں
پیشانی کا زمین پر ملنا پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا آیتوں کا نماز میں شمار کرنا برہنہ
بسیب بستی اور کالہی کے نہ بسبب تذلل اور عاجزی کے نماز پڑھنا جو کپڑے
کہ رات دن گھرمین پہنا کرتا ہوا اور مقامات پر اون کپڑوں کو پہن کر بسبب
اونکی بربائی اور حقارت کے سین جاتا اون کپڑوں میں نماز پڑھنا دونوں
سر میں پرگتے کی طرح بیٹھنا اور دونوں زانو کو کھڑا کرنا چار زانو بیغیر بیٹھنا دونوں
ہاتھوں کو کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا بسیب بستی کے منہ کھول کر جا ہی لینا
پیشانی کی گرو یا سینے کا پوچھنا منہ خواہ ہاتھ میں کوئی دبا کر رکھنا ضحک
یعنی آہستہ ہنسنا کہ دوسرا شخص آواز نہ سنے کنکریوں کا ہٹانا مگر ضرورت الکیا
سجدے کے واسطے جائز ہو وقت نماز پڑھنے کے تصویر کا سر پر یا آگے
یا برابر ہونا تصویر دار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کھڑا ہونا امام کا تنہا محراب مسجد میں یا
کھڑا ہونا امام کا بالائے دکان اور کھڑا ہونا قوم کا شیخ یا ایکس کے کھڑا ہونا
مصلیٰ کا صف کے پیچھے باوجود باقی رہنے جگہ کے صف کے اندر یا باقی رہنے
فرجہ کے درمیان نمازیوں صف پیشین کے پس جان تک ہو سکے ان تمام
مفسدات و مکروہات سے احتیاط رکھنا چاہیے کہ مقتضا حکم منقطع صلوٰۃ
کا یہی ہو تا نماز ناقص ہونے پر اے السی مناد الا تمام من المحدثات

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مراد محافظت نماز سے کیا ہے وقت پر پڑھنا اور اس کا
 اور رعایت کرنا اور اسکے تمام احکام ورائض و واجبات سنن و استحبات کا اور اس کا
 بہت بڑا درجہ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جو شخص محافظت
 کرتا ہے بیچ ادا وقتہ نمازون کے اور نکلے وقت پر اور مداومت کرتا ہے اور پیر
 اللہ جل شانہ اس کو نو قسم کی بزرگیاں عنایت فرماتا ہے اول یہ کہ دوست کھتا ہے
 اس کو اللہ تعالیٰ دوئم رہتا ہے جسم اس کا صحیح یعنی موجب تندرستی کا واسطہ
 اس کے ہوتا ہے سوئم محافظت کرتے ہیں اس کی مالکہ چارم نازل ہوتی ہے
 اس کے گھر میں برکت پنجم ظاہر ہوتی ہے اس کے چہرے پر علامت صاحبین کی
 ششم نرم کر دیتا ہے حق سبحانہ اس کے دل کو ہفتم گذرے گا وہ شخص بل صراط
 پر چمکتی بجلی کی طرح ششم نجات دیکھا اللہ جل شانہ اس کو آتش و دوزخ سے نهم جگہ دیکھا
 اس کو ہمایہ بین اون لوگوں کے کہ نہیں ہے خوف اون پر اور نوئم گنگھی ٹکلیں
فائدہ اٹھارویں پارے کے شروع میں مقلد جلتا ہے اس طرح ارشاد
 فرمایا ہے قل افعلم المؤمنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون یعنی مراد کو پونچھ
 وہ اہل ایمان جو کہ اپنی نمازیں خشوع کرتے ہیں یعنی دنیا میں رنج و غم سے
 محفوظ معاش اور گذران میں خوش عاقبت میں امید نجات آتش و دوزخ
 سے کیونکہ جبکہ دل میں اللہ رب العالمین کا ڈر کا حقہ جگہ پکڑے وہ سوا
 اس فکر کے اور تمام افکار دنیا کے ناجائز سے یکو ضرور ہووے گا اور اور
 او دھر کے خیالات کو چھوڑ کر بالضرور نماز کامل تیرہ دل ادا کرے گا اور سبب
 مقبولیت نماز کے اللہ رب العالمین یہ سب نعمتیں اس کو عطا فرمائے گا

علاوہ اسکے کیونکہ ہونا انکار دینی دنیوی سے یہی بہت بڑی فلاحیت دارین کی ہر
 اور بھی مخفی نہ ہے کہ بعض محققین نے فرمایا ہر کہ نمازین اول اپنے سے نیز رہنا
 چاہیے پس طالب وصل قرب یارین بھی پہنچ سکتا ہر کہ اپنی خودی سے درگزر
 کرے **۵** یار نیز راست از تو تا توئی **۶** اول از خود خویش را نیز ارکن ہرگز تو
 یک ذرہ باقی ماندہ است **۷** خرقہ و تیغ را ز نار کن **۸** خوش تبرک ہر دو عالم گیر و رو **۹**
 ذرہ سندش چون عطار کن **۱۰** لیکن اس مرتبہ کو پہنچنا بہت مشکل ہو اور اس
 مرتبہ حقیقت خشوع کا یہی ہر یہ مرتبہ اعلیٰ سوا حضرات اولیا اور مقرران خاص خدا
 اور کسی کو ب حاصل ہو سکتا ہر ہم اہل غلو اس ہر گرفتار قیود انکار دنیا دنی کو اتنا بھی
 ہر کہ آنکھ کو ادھر ادھر التفات سے بچائیں اور بجائے توجہ طرف خداوند جل و
 کے اور بیہودہ خیالات اور اندیشہ ہائے ماسو کو تا حد مقدور اپنے دل میں لائیں
 اور قیام وقعود و رکوع و سجود وغیرہ کو بطاہر تو پوری طرح سے ادا کریں اور حضور
 کے واسطے جہان تک ہو سکے برابر کوشش کرتے رہیں باقی رہا اصل مرتبہ
 خشوع و خضوع اسکی حقیقت سے تو سوا حضرات اولیا کے اور اہل غلو اس کو
 معرفت و شناسائی تک حاصل نہیں ہر حضرت عاظم اصم سے کسی نے اونکی
 نماز کا حال دریافت کیا فرمایا کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہر تو میں وضوی کا لکے
 اوس جگہ آتا ہوں جہاں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہر وہاں اگر بیٹھتا ہوں تب تک
 کہ میرے اعضا سب مطمئن ہو جاویں پھر میں نماز کے واسطے کھڑا ہوتا ہوں
 کہنے کو اپنے اربو کے ساتھ اور پل صراط کو اپنے قدم کے تلے جوت
 کو دینی طرف اور دوزخ کو بائیں طرف اور ملک الموت کو پشت کے پیچھے

کرتا ہوں اور اس نماز کو سب سے کچھلی نماز جانتا ہوں پھر خوف درجہ کے ساتھ
کھڑا ہو کر اللہ اکبر آواز سے کہتا ہوں اور رکوع تو اضع کے ساتھ سجدہ خشوع
کے ساتھ ادا کرتا ہوں اور بائیں سرین پر ٹھیکر بائیں پانو کو نیچے اوسکے بچھا
لیتا ہوں اور دہنی پانو کے انگوٹھے کو گرا رکھتا ہوں اور ساری نماز میں
اخلاص کا اتباع کرتا ہوں پھر میں نہیں جانتا کہ نماز میری قبول ہوئی یا نہیں
ہر گاہ حال بزرگان دین کا یہ تھا کہ اس درجہ اہتمام تام اور محویت و مستغرق
ساتھ ادا سے صلوٰۃ کر کے پھر بھی شاک و متردد ہوتے تھے کہ آیا نماز مہاجی
قابل قبول ہوئی یا نہیں تو ہم دنیا داروں کی نماز کا کیا ٹھکانا رہا محض فضل و کرم
اوس خداوند اکرم وارحم کا ہے کہ اس نماز ظاہری صورت بجاں محض میں بھی شیع
شریف نے ہکوا امیدوار لطف و کرم فرمایا ہے اور صرف اس قدر توجہ و اہتمام
ظاہری جس کا بیان کیا گیا واسطے نفس جواز ہماری نماز کے کافی و وافی ٹھہرایا ہے
فائدہ مخفی نہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص انواع و اقسام امراض جسمانی میں
 مبتلا ہوا کرتا ہے اور طیب حاذق اوسکے تمام علل و اسقام کی رعایت سے
ایک نسخہ معجون مرکب جامع ایسا تجویز فرمادیتا ہے کہ تمام امراض کو اوسکے نافع
ہو اور قوت اعضاے رئیسہ کو بھی اوسکی بڑھائے اور جلا بے اعتدالیوں
کو اصلاح کی طرف لائے اوسیطح ہم سب لوگوں کے امراض روحانی اور
علل نفسانی میں سراپا مبتلا ہونے کے سبب اوس حکیم علی الاطلاق نے ہمارے
جملہ امراض کی رعایت اور قوت روحانی اور طاقت ایمانی کی حمایت کیواسطے
پیشہ معجون جامع جس کا نام نماز ہے عنایت فرمایا لیکن کہ شہ آدمی تو ہم میں سے

مثل اطفال خرد سال کے کچھ اصلاً قدر ہی اس نسخہ شفا کی نہیں جانتے اور
 اوس حکیم مہربان حافظ جان کے سمجھانے کو ذرا بھی نہیں مانتے اور بعض
 ہم مین ایسے اشخاص ہیں کہ کہنے سننے لعنت ملاست کے خوف سے خوا
 نظر امید فائدہ سے برائے نام کی قدر متوجہ تو طرف استعمال اس نسخہ شفا بخش
 کے ہوتے ہیں لیکن کم التفاتی اور حماقت کے سبب سے جس طرح کوئی
 شخص طیاری و استعمال دوا میں اصلاً اوسکی شرائط ضروریہ کو ملحوظ نہ رکھے نہ اجزا
 اصلی اور بہتر خرید کر اوس میں ملائے نہ قدر استعمال یا انداز سحق و طبع او کیفیت
 ترکیب اجزا کا ذرا اصلاً سچا ظکر کرے گویا صرف برائے نام دوا بنائی اور کھائی
 ایسی طرح اس دواے حکمت عملی شفا بخش جان ایمان کو محض برائے نام ہی طور پر
 استعمال کرنے کے واسطے اوٹھا بیٹھی کر لیتے ہیں اور جیسا کہ محض بے اہتمام
 برائے نام دوا کھانے والے کو فائدہ نہیں ہوتا اور استعمال بلا شرائط و ترتیب
 دوا کا شکایت امراض کو اوسکے نہیں کھوتا ایسی طرح برائے نام اوٹھا بیٹھی کر
 والے بھی نہ کچھ نواز کا فرما پاتے ہیں نہ واسطے رفع امراض نفسانی کے فائدہ
 اوس سے اوٹھاتے ہیں پس لازم ہر ہم لوگوں کو قدر اس نسخہ اکثر شفا بخش
 امراض لا دوا کی پہچاننا اور شرائط طیاری و استعمال میں اسکے جان تک
 ہو سکے کو کشش کرنا بعض اشخاص ہم مین ایسے بھی ہیں جنکا قول ہے کہ ہر گاہ
 نماز حضوری کامل دے ادا ہوئی تو ایسی نواز سے فائدہ کیا ہر مین اشخاص کی
 مثال ایسی سمجھنا چاہیے کہ جس طرح کوئی مبتلائے امراض او یہ قول کامل اثر
 کے نہ ہم پہنچنے کے سبب سے تدبیر علاج بالکل بیٹھوے اور اجزا

ضعیف الاثر کا استعمال ہرگز وادہ رکھے یہ بھی ایک بہت بڑی حماقت ہے۔ نقصان عقل قویہ ہو کہ دوائے نافع ضروری کی قدر و منزلت کو انسان اچھی طرح پہچانے اور ادوائے شراکط طیاری و استعمال میں اس کے تاحد مقدور تصور ہرگز نہ کرے اور بھی اجزائے قوی الاثر کے نکلنے کے سبب سے تدبیر علاج اور طلب چارہ اصلاح مزاج سے غافل ہو کر نہ عقلاً تدبیر علاج میں تاحد مقدور کسی طرح ملے۔ یہ تصور و انہیں رکھتے اگر ادویہ قویہ کامل الاثر ہم نہ پہنچ سکیں تو ادویہ ضعیف الاثر ہی کو بالترام و نگہداشت جملہ شراکط استہام برابر استعمال کرتے رہتے ہیں ہاں ساتھ التزام استعمال ادویہ ضعیف الاثر کے ادویہ قویہ کامل الاثر کی تلاش اور ہم پہنچانے کی فکر سے بھی البتہ غافل بنیں ہوتے ہیں التزام ادویہ ضعیف الاثر اور تلاش ادویہ قوی الاثر برابرہ نظر رکھا کرتے ہیں و اسحق کہ مدوامت ادویہ ضعیف الاثر بھی ساتھ التزام پر نہیں کے گویا سفید موثر قوی ہی کے حکم میں ہوتی ہو اور رفتہ رفتہ بتدریج اثر اپنا کر کے امراض لاحقہ کو کھوٹی ہو اور اگر بالکل نہ بھی کھو سکے تو مغلوب تو ضرور ہی کر دیتی ہو ایسا غلبہ امراض کا ساتھ استعمال ادویہ کے نہیں ہونے پاتا کہ مریض کو بالکل ہی ضعیف و زار بنائے اور جلد تر فوت ہو اسکی تابہلاکت پہنچائے بلکہ بسبب استعمال ادویہ کے گو ادویہ ضعیف الاثر ہی کیوں نہی ایک حالت محفوظ کے ساتھ باقی رہنے کیفیت طبیعت سے امید اس بات کی ہوتی ہو کہ جبوقت ادویہ قویہ کامل الاثر ہم پہنچ جائیگی تو میسر اوندکے استعمال کے فی الفور ہی ازالہ اثر کلی امراض کا ہو جائیگا اور جو کچھ عارضہ بعد کسر قوت غلبہ کے لازم حال

مریض ہو رہا ہے بسبب استعمال ادویہ قویہ کے بالکل کھوجا جائے گا بخلاف
اوس مریض کے کہ ادویہ ضعیف الاثر کو اصلاً استعمال میں نہ لائے اور کفایت
امراض کو بسبب بے احتیاطی اور عدم اعتنائی علاج کے درجہ انتہا تک
پونہ پائے اول تو اوس مریض کو غلبہ امراض فرصت زلیت ہی استفادہ کتر
دیتا ہے کہ زمانہ دستیابی ادویہ قویہ کامل الاثر کے انتظار کا اعتبار ہو سکے اور
بالفرض اگر مدت ناممکن ساتھ غلبہ روز افزون امراض کے یہ شخص زندہ رہے
اور اتفاقاً بعد ایک زمانے کے ادویہ قویہ کامل الاثر بھی بہم پہنچ گئیں تو غلبہ
منفرد امراض اور بالکل مغلوب محض ہو جانے طبیعت کے بعد پھر ادا دینے
قویہ کا بہم پہنچنا کچھ بھی مفید نہیں ہوتا اور ہرگز کسی طرح امراض مزمنہ
قویہ کا رگر شدہ کو نہیں کھوتا پس اس سطح اس نسخہ معجون مرکب نماز کے استعمال
کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ بالکل ترک کرنا اسکا اس خیال سے کہ اگر نماز کا مال
حقیقی ساتھ حضور کامل قلب کے ادا نہ ہوئی تو نماز ناقص کے ادا کرنے
سے حاصل کیا ہو ویسی ہی حماقت کی بات ہے جس طرح کوئی مبتلا سے امراض
ادویہ قویہ کامل الاثر کے بہم نہ پہنچنے کی حالت میں ادویہ ضعیف الاثر کا استعمال
ہرگز نہ کرے اور اصلاً غلبہ روز افزون مرض سے بڑے نہ یہ خیال کرے
کہ استعمال وقت نماز دو اسے ناقص الاثر کو مفید تمام واسطے وقع امراض فتنہ
اور روحانی کے نہ ہو لیکن از دیا و غلبہ روز افزون امراض مذکور کو تو ضروری
روکیگا پس غلبہ امراض کے روکے رہنے سے نفس صلاحیت وصول
صحت کی باقی رہیگی شاید کسی وقت بدولت بہم پہنچے فیض صحت کیلئے خدا

کے یا محض جذبات ہدایت و افضال غیبی خداوند جل و علے کے نوبت استعجال و اشتغال دوا کے کامل کی بھی آجائے اور حصول دسترس اور پختہ کامل کے صورت شفا ہی کامل منصفہ ظہور پر جلوہ گر دکھائے اسحق حقیقت کامل نماز کی فیض صحبت اور برکت توجہ مردان خاص خدا سے بالیقین حاصل ہو سکتی ہے لیکن جسطح بعد غلبہ و ازمان مفرط امراض ظاہری اور بالکل مغلوب ہو جانے طبیعت کے علاج اطباء کے حاذق کا کچھ اثر اپنا نہیں دکھاتا۔ اس لیے بعد غلبہ و ازمان تمام امراض نفسانی اور سر سر مغلوب بلکہ مسلوب ہو جاتے ایمان کے اور بالکل گھر جانے قلب کے ظلمات فسق و فجور سے صل ہونا فیض صحبت اور برکت توجہ مردان خدا کا بھی کچھ کام نہیں آتا باقی رہا شاذ و نادر کہیں درست ہو جانا ایسی حالت ناز کا اوس کا کیا اعتبار ہو اس قسم وقوع شاذ و نادر کا جملہ معدومات میں شمار ہو غرض کہ اس نسخہ کیمیا کسیر امراض لا دوا کی جب کا نام نماز ہو سب مسلمانوں کو چھاننا پر ضرور ہو عقلت کرنا ایسی دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ ہے اسے سر اسر خلاف مقتضا عقل و شعور ہی چاہیے کہ تاحد مقدور اپنے اسکی تحصیل و تکمیل کے واسطے برابر کوشش کرتے رہیں اور غلبہ روز افزون امراض نفسانی سے ہمیشہ طوری رہیں اللہم وفقنا لما تحب وترغبی واجعل آخرتنا خیرا من الاولیٰ

تمت الرسالة

قطعہ بطور تقریر بر کتاب فاضل انتساب لیت
جناب سبکداری مستغنی عن الوصف والالتفات
عالمی امیر و نائب لوی سید محمد معظم حسین خان صاحب
بہاؤ اللہ کشتیادام حقشامہ از طبع کلیل غنی لیل محمد یعقوب
عفی عنہ منہم مطبع نظامی واقع کانپور حفظہ اللہ تعالیٰ

عن شہزادہ ہور

ہر جگہ خلق و حلم کا ممکن بنیں شمار
اونکو بجا ہر اپنی جلالت پر فتح
ہر سارے کار و بار کا بس شرع پر مدار
جو کام میں ستودہ کیے ہیں وہ ختم
ان سب صفات میں ہیں وہ کتنا ہی
اخلاق لطیف رحم و کرم اور کتنا ہی شمار
یعنی کہ حق شناس ہیں حق میں حق گذار

عالی ہم جناب معظم حسین خان
ہیں سید صبح نسب خاندان
علم و عمل یہ دونوں خدا نے عطا کیے
بیشکل ہر صفات حمیدہ ہیں ان کی ذات
جو دوسخا و علم و مروت و فاضل عہد
شرف کے قدر دان ہیں غریبوں کے سر پر
دنیا کے ساتھ دین بھی حاصل ہوا اور

<p>ہر طرح انکے حال پر کچھ فضل کر دگا راضی ہیں انکے فیصلے سے مر دم یا حکام جانتے ہیں انھیں اہل اعتبار کچھ یہ غرض جہان میں رہے انکی یادگا معنی کثیر اسمیں ہیں با وصف مختصاً ایمان او سکافض سے اسکو ہو برقرار انکو ملیگا اسکی عوض اجر بے شمار یہ احتشام و ثروت و اقبال پائدا عقبی میں بھی حصول ہو غیثت و قار جو ہیں حسود انکے رہیں وہ ذلیل خوا</p>	<p>سامان عیش جتنے ہیں اللہ نے دیے عمدہ جلیل ان کو ملا ہر بعد شکوہ کرتے ہیں اپنا کام دیانت سے نظم تالیف و مینیات میں اتے کتاب کی دیکھو ششم غور ذرہ اس کتاب کو جو ورد اس کتاب کا رکھے تو یقین تقسیم اس کتاب کو اللہ جو کیا یعقوب کی دعا ہو رہے انکا اخلا دنیا میں جیسی شمت و حرمت ملی انھیں اجاب کو ترقی و اعزاز ہو نصیب</p>
<p>قطعہ تاریخ طبع از عاثر محمد یعقوب منصب م مطبع</p>	
<p>ز شاخ خاتمہ گل سال طبع خوش گفت کلام پاک معظم حسین ہاتھ گفت</p>	<p>چو طبع گشت بصحت کتاب کن نماز برای سال ز یعقوب از سر ایمان</p>
<p>ایضاً از منشی نراین بخش صاحب التحلیص کاتب کتاب ہذا</p>	
<p>گشت از فضل حنا ہر دلیسہ</p>	<p>شد بصحت حصہ ثانی چو طبع</p>
<p>با وقوفیم السعادت سود مند</p>	<p>کتاب راقم سال ہا بخش نوشت</p>
<p>ایضاً اردو</p>	
<p>خمسہ ایمان کی جو جان ہر بولتا ہاتھ مظہر الایمان ہے</p>	<p>جب ہوئی طیار چھپکے کتاب فکر و اتم کو ہوئی تلخ کی</p>

خاتمہ

حمد و سپاس بحضرت و اسب بقیاس کہ حصہ دوم کتاب لاجواب موسوم بہ
 تقویم السعادت و تعلیم العبادت کا جویان کرنی زمین پر تالیف شریف
 جناب کمالات انتاج می دین استین قدوہ اصحاب صدق و یقین حاجی
 المحرمین الشریفین مولوی سید محمد عظیم حسین خان صاحب بہادر جج
 عدالت کشٹیا وغیرہ ساکن مقبضہ شالیہ آباد علاقہ بریلیال ملک دہکالہ اولیہ
 بحصول الامنیہ بسعی عاجز خاکسار فدۂ بمقدار محمد یعقوب منصرم مطبع نظامی
 بتاریخ دہم ذیحجہ ۱۲۹۳ھ بمطبع نامی نظامی جناب خان صاحب والا قصبہ
 محمد عبدالرحمن خان صاحب واقع کانپور میں زیر طبع سے آراستہ
 ہو کر مقبول و پسندیدہ طبع خاص و عام اہل اسلام ہوا بقیہ تین حصے بھی
 جو متضمن ارکان روزہ و حج و زکوٰۃ ہیں عنقریب طیار ہونگے منظوم نظر
 شائقین دیار و امصار ہونگے

اشتمار

واضح ہو کہ حصہ اول اس کتاب کا بیان رکن ایمان میں پانچ سوال ۹۲ھ کے
 چھپر شائع ہوئے تھے چنانچہ جن صاحبوں کو مطلوب ہو اس مطبع سے لکھائیے

محمد روشن خان حنفی
 محمد عبدالرحمن بن حنفی

وجہ ختم بر خاتمہ

فاسطہ سند است کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے
 مہرہ مخطوطہ ہر کتب خانہ کے